جہیز اور داماد

جہیز اور داماد

نام کتاب ← جہیز اور داماد

وعظ ← فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

تاریخ طبع ← محرم ۱۴۲۳ھ

تعداد ←

مطبع ←

ناشر ← دارالرشید

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد

ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر..... ۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر..... ۲۲۳۶۶۶ - ۰۲۱

فاروق اعظم کمپوزرز

فہرست مضامین "جہیز اور داماد"

صفحہ	عنوان
۲۳	عالم کو لڑکی دینے کے فوائد
۲۳	عالم کو لڑکی سوچ سمجھ کر دیں
۲۳	آٹھ لڑکیوں کے والد کا قصہ
۲۶	دین مقصود ہے
۲۸	مسکین شوہر مالدار بیوی
۲۸	چند مثالیں
۲۸	۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۹	۲ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی
۳۳	زاہدہ کے قصے پر اشکال کا جواب
۳۳	۳ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رحمہ اللہ تعالیٰ
۳۴	۴ مولانا کمانڈر جلال الدین حقانی
۳۵	عجیب حکمت
۳۶	کرچھلی چلانے کی وجہ
۳۸	عالم پر افتراء اللہ ورسول پر افتراء
۳۹	عالم اپنی جیب سے مسائل نہیں نکالتا
۴۰	کڑوی گولی
۴۱	کڑوی روٹی
۴۵	ضمیمہ
۴۵	ایک سبق آموز شادی
۴۸	دعوے آسان عمل مشکل
۵۱	دستور الٰہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعظ

جہیز اور داماد

(۱۸؍ صفر ۱۴۱۷ ہجری)

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم،

الھٰکم التکاثر○ حتی زرتم المقابر○ کلا سوف تعلمون○ ثم کلا سوف تعلمون○ کلا لو تعلمون علم الیقین○ لترون الجحیم○ ثم لترونھا عین الیقین○ ثم لتسئلن یومئذعن النعیم○

حب دنیا کا علاج:

حب مال و حب جاہ سے متعلق جو ہدایات پہلے بتائی تھیں اور ان کے علاج کے بارے میں پرچہ بھی شائع کر دیا گیا ہے کہ روزانہ اس مہلک مرض کا محاسبہ اور اس کے علاج کے لئے موت کا مراقبہ کیا کریں اور اس کی ماہانہ اطلاع دیا کریں ماہانہ اطلاع کے لئے گوشوارے کا نقشہ بھی بتا دیا گیا ہے اس کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ کچھ کچھ حرکت شروع ہوئی ہے لیکن زیادہ تر لوگ شاید اس خوف سے سہمے ہوئے ہیں کہ واللہ اعلم مال کے فراق سے زندہ بھی رہ سکیں گے یا نہیں؟ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی رحمت سے انہیں بھی ہوش آجائے گا بہر حال کچھ نہ کچھ حرکت تو شروع ہو چکی ہے۔ جو حالات سامنے آرہے ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ایک خاتون نے معلوم کروایا ہے کہ یہاں سے زیادہ سے زیادہ چھ جوڑے تین سردیوں کے اور تین گرمیوں کے رکھنے کی جو اجازت دی گئی ہے ان میں بے سلے کپڑوں کو بھی شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ویسے تو وہ صرف دو جوڑے سلے ہوئے استعمال کر رہی ہیں لیکن بے سلے بھی بہت سے جوڑے رکھے ہوئے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ یہاں سے پوچھا گیا کہ بے سلے کیوں رکھے ہوئے ہیں وہ بھی تو اسی شمار میں ہیں اصندوقوں کے صندوق بھر بھر کر رکھتے چلے جائیں گے پھر دو دو تین تین جوڑے سلواتے رہیں گے اس سے کیا مقصد؟ جواب میں بتایا گیا کہ وہ جہیز کے ہیں۔ جنہوں نے معلوم کروایا تھا انہیں تو ابھی جواب دینے کا موقع نہیں ملا پھر بتا دوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور ہو سکتا ہے کہ وہ آج خود یہاں میں آئی ہوں تو سن ہی لیں گی آپ سب خواتین و خواتین تو ابھی سن لیں۔

ٹیڑھی کھیر:

جہیز کا مسئلہ بہت اٹکا ہوا ہے بہت ہی زیادہ ویسے ہی جیسے ایک لڑکے نے استاذ حافظ

جی نابینا تھے لڑکے نے حافظ جی سے کہا حافظ جی! میری امی نے معلوم کروایا ہے کہ آپ کھیر کھالیں گے؟ انہوں نے پوچھا کہ کھیر کیسی ہوتی ہے؟ اس نے کہا سفید ہوتی ہے حافظ جی نے پوچھا سفید رنگ کیسا ہوتا ہے؟ لڑکے نے کہا بگلے کے رنگ جیسا۔ حافظ جی نے پوچھا بگلا کیسا ہوتا ہے؟ لڑکے نے ہاتھ بگلے کی صورت جیسا بنا کر سامنے کر دیا کہ ایسا ہوتا ہے۔ حافظ جی نے جب چھو کر دیکھا تو کہا: بھیا یہ تو نہیں کھائی جائے گی بڑی ٹیڑھی ہے اتنی ٹیڑھی کھیر تو میرے حلق میں نہیں اترے گی۔ اسی طرح آج کل حب دنیا کا مسئلہ ہی حلق میں اتارنا مشکل معلوم ہو رہا ہے جہیز کا مسئلہ اتارنا تو اس سے بھی بہت زیادہ مشکل ہے۔

مسئلہ بتانے کے فائدے:

ہو سکتا ہے کسی کو خیال ہو کہ جو بات کوئی مانے گا ہی نہیں یعنی کوئی بھی عمل نہیں کرے گا وہ بتانے سے کیا فائدہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً یہ کیسے پتا چلا کہ کوئی بھی عمل نہیں کرے گا۔ باب العبر پڑھ کر دیکھیں کیسے کیسے لوگوں کو عمل کی توفیق ہوئی، اس لئے یہ سوچنا کہ کوئی بھی عمل نہیں کرے گا غلط ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جاتی ہے، بہت سے عمل کرنے والے اللہ تعالیٰ پیدا فرما دیتے ہیں مثلاً دار الافتاء میں ایک عالم نے داخلہ لیا، چھٹیاں گھر پر گزار کر نکل ہی واپس آئے ہیں اور مجھے پرچہ لکھ کر دیا کہ میں نے وہاں جا کر داڑھی پر جو بیان کئے تو پانچ نوجوانوں نے داڑھیاں رکھ لیں اور کٹانے سے بھی توبہ کر لی الغرض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ مشکل نہیں کہ کسی کو ہدایت ہو جائے۔

مغربی ممالک میں میرے وعظ سن کر کتنے مردوں نے ڈاڑھیاں رکھ لیں اور خواتین نے شرعی پردہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی۔

ہدایت کے اسباب میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی امید بھی رکھا کریں اور مانگا بھی کریں، دونوں کام کیا کریں ساتھ ہی ساتھ نسخے بھی استعمال

کیا کریں۔ دوسری بات یہ کہ صحیح مسئلے کی اشاعت کے باوجود کسی کو عمل کی توفیق نہ بھی ہو پھر بھی کم سے کم علم تو صحیح ہو جائے گا۔ اللہ کا قانون معلوم ہو جانا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے شاید کبھی عمل کی توفیق بھی مل جائے۔ قانون کا علم ہو جائے تو ایسا شخص خود کو اقراری مجرم سمجھے گا اور اعتراف کرے گا کہ یا اللہ! مجھے تیرے قانون کا علم ہے پھر بھی میں عمل نہیں کر رہا میں کمزور ہوں، اقراری مجرم ہوں باغی نہیں، مجرم ہونے کا اقرار کرتا ہوں، یا اللہ! تو معاف فرما دے اور آیندہ کے لئے میرے اندر ہمت پیدا فرما۔ الغرض صحیح مسئلہ معلوم ہو جانے سے باغی مجرم اقراری مجرم بن جائے گا۔

تیسرا فائدہ یہ کہ اللہ کے قانون کی ایک بات پوچھنے پر ایک ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ رکعتیں بھی آج کل کے مسلمان جیسی نہیں کہ دو منٹ میں چار رکعتیں پڑھ لیتے ہیں بلکہ ویسی ہزار رکعتیں جیسی پڑھی جاتی ہیں ایسی ایک ہزار رکعتیں پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ میں اللہ کی رحمت سے یہ امید رکھتا ہوں کہ جب پوچھنے پر ایک ہزار رکعت پڑھنے سے زیادہ ثواب عطاء فرماتے ہیں تو بتانے پر ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اپنی شان کے مطابق مجھے اس سے بھی زیادہ عطاء فرمائیں گے۔ واہ میرے اللہ! تیری رحمت کا کوئی ٹھکانا نہیں، یا اللہ! اپنی رحمت کے مطابق معاملہ فرما، اپنی رحمت سے نواز دے۔

جہیز کا مسئلہ:

اب جہیز کا مسئلہ سنئے اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کیجئے جہیز اتنا دیتے ہیں کہ اس کی مالیت سے حج کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر جہیز کا پورا سامان لڑکی کی ملک میں دے دیا جائے، اسے مالک بنا دیا جائے اور وہ حج کی درخواستیں دینے کے وقت میں بھی لڑکی کی ملک میں ہو تو فوراً اسی سال اس کے لئے حج پر جانا فرض ہو جائے گا۔ اب یہ والدین کے ذمے ہے کہ اسے حج کروائیں۔ البتہ لڑکی نے حج کی درخواستیں دینے کا

وقت آنے سے پہلے ہی مال اپنی ملک سے نکال دیا، مثلاً جہاد میں لگا دیا تو اس پر حج فرض نہ ہو گا۔ جو والدین اولاد پر حج فرض تو کر دیتے ہیں مگر حج کروانے کا انتظام نہیں کرتے وہ مجرم ٹھہریں گے۔ حج کی فرضیت علی التراخی نہیں علی الفور ہے علی التعجیل ہے یعنی پہلے ہی سال میں جانا فرض ہو جاتا ہے۔ اگر یہ خیال کریں کہ دوسرے سال جائیں گے یا بعد میں کبھی چلے جائیں گے تو پہلی بات تو یہ کہ کیا معلوم دوسرے سال تک زندہ بھی رہے گا یا نہیں اور اگر دوسرے سال تک زندہ رہ گئے اور حج کر بھی لیا تو بھی دیر کرنے کا گناہ ہو گا، حج کا فرض تو ادا ہو جائے گا مگر دیر کرنے کا گناہ پھر بھی ذمے رہے گا، کیوں دیر کی؟

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قصہ:

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد صاحب نے اپنے کارخانے میں کچھ حصہ حضرت کے نام کر دیا، آپ نے والد صاحب سے دریافت کیا کہ کیا کسی مصلحت سے میرے نام کیا ہے یا واقعۃً مجھے مالک بنا دیا ہے؟ والد صاحب نے فرمایا کہ رکھا تو تھا مصلحۃً مالک بنانا مقصود نہیں تھا مگر اب میرا خیال بدل گیا ہے اب آپ کو مالک بنا دیا۔ حضرت نے عرض کیا: ''میں پیچ کر حج کے لئے جاتا ہوں''۔ والد صاحب نے فرمایا ابھی ذرا ٹھہر جائیں آیندہ سال چلے جائیں ابھی آپ کی بہنوں کی شادی کے مصارف ہیں اس لئے آپ آیندہ سال چلے جائیں۔ حضرت نے عرض کیا کہ کیا آپ اس کی ضمانت لے سکتے ہیں کہ میں آیندہ سال تک زندہ رہوں گا اس سے پہلے نہیں مروں گا؟ والد صاحب نے فرمایا نہیں ایسے تو نہیں ہو سکتا۔ فرمایا جب ایسے نہیں ہو سکتا تو میں ابھی جا رہا ہوں، بیچ کر تشریف لے گئے۔

یہ قصہ اس پر بتایا کہ اگر لڑکی کو جہیز کے سامان کا مالک بنا دیا اور حج کی درخواستیں دینے کا وقت آ گیا تو اس پر فوراً اسی سال حج کے لئے جانا فرض کر دیا۔

والد کی حماقت:

اگر کوئی والد اس خیال سے لڑکی کو مالک نہ بنائے کہ اگر اسے مالک بنادیا تو کہیں وہ حج پر نہ چلی جائے، اس خیال سے وہ مالک تو خود ہی رہے لیکن سامان اس لئے جمع کر رکھا ہو کہ جب اس کی شادی ہوگی تو جہیز میں دے دیں گے، ایسے والد کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اپنے خیال میں تو بڑی ہوشیاری کر رہا ہے مگر اللہ کی نظر میں یہ بہت بڑی حماقت ہے۔ ایسے والدین اپنے خیال میں تو بہت خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں لڑکی کا جہیز تیار کر لیا ہے اور مالک خود ہی ہیں جب لڑکی کی شادی ہوگی تو اسے دیں گے، ایسے لوگوں کے داماد بھی بہت خوش ہوتے ہیں کہ ہماری شادی ایک سیٹھی سے ہوگی جب وہ دولت لائے گی تو کتنے مزے ہوں گے کچھ نہ پوچھئے، لیکن ایسے داماد یہ بھول جاتے ہیں کہ جو لڑکی دولت لائے گی وہ دولتی بھی لگائے گی۔ عبرت کے لئے ایک قصہ سن لیجئے اگرچہ میں مضمون بہت مختصر کرنا چاہتا ہوں مگر عبرت کی جو باتیں اللہ تعالیٰ دل میں ڈال رہے ہیں کہتا چلا جاؤں اگر مضمون لمبا بھی ہو گیا تو کیا ہوا۔

حب مال کا وبال:

ایک کروڑوں پتی نے ایک اربوں پتی کی لڑکی سے اس ہوس میں شادی کر لی کہ بیوی جو ادھر سے دولت لائے گی تو کچھ نہ پوچھئے دونوں مل کر کیا گل کھلائیں گے، قارون کے خزانے بھی اس کے سامنے کچھ نہ ہوں گے۔ دنیا کی اس ہوس میں اس نے اس سے شادی کر لی۔ لڑکی جب گھر میں آئی تو اس نے شوہر کے دولتی لگانی شروع کر دی اس زعم میں کہ ہم تو ہیں اربوں پتی اور یہ ہے کروڑوں پتی، یہ تو ہمارے تابع ہیں۔ ایسا بجانا شروع کیا کہ کچھ نہ پوچھئے اور ادھر لڑکی کے والد نے داماد سے کہا: خبردار! کان کھول کر سن لے، اگر کبھی طلاق کا نام بھی لیا تو میرے کارخانوں کے مزدور اتنے ہیں کہ اگر میں

نے تجھ پر چھوڑ دیے تو انہیں ایک ایک بوٹی بھی نہیں آئے گی، تیری بوٹی بوٹی کر دیں گے، خبردار! طلاق کا نام بھی لیا تو دیکھو کیا حشر کروں گا۔ یہ قصہ خود اس کے رشتہ داروں نے بتایا کہ اس پر یہ حالت گزر رہی ہے۔

جہیز سے متعلق بتا رہا تھا کہ اگر لڑکی کو مالک نہیں بنایا اور بہت بڑے بڑے سامان جہیز میں جمع کر لئے اور ایسا ہوشیار والد مر گیا تو سارا مال وارثوں میں تقسیم ہو گا، لڑکیوں کو صرف اتنا ہی ملے گا جتنا شریعت کی رو سے وراثت میں ان کا حق ہو گا، پورا مال تو ہرگز نہیں ملے گا خواہ ان کا والد وصیت کر جائے کہ یہ جہیز ان لڑکیوں کا ہے ایسی تحریر لکھ کر اس کا رجسٹریشن کروا لے، ہزاروں گواہ بنا لے کچھ بھی کر لے بہرحال لڑکیوں کو اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا شریعت نے مقرر کیا ہے، وارث کے حق میں وصیت معتبر نہیں۔ سو ذرا سوچئے کہ آخر کار کے گدھے بن کر لڑکی کے لئے اتنا کچھ جمع کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ ایسی حماقت کیوں کی؟ اس صورت میں جہیز کے لئے رکھے ہوئے سونے چاندی کی زکوۃ بھی والد پر فرض ہے۔

جہیز دینے کی وجہ محبت یا خوف؟:

کسی نے جہیز کے بارے میں یہ بات بتائی کہ والدین یہ کہتے ہیں کہ ہم تو بیٹی سے محبت کی وجہ سے دیتے ہیں اس میں حرج کیا ہے۔ اس بارے میں یہ سمجھ لیں کہ گھر بیٹھے بیٹھے بات کہہ دینا آسان ہے ذرا کسی طبیب حاذق کو نبض دکھائیں تو پتا چلے گا کہ حرج ہے یا نہیں ؎

ہمیں کہتی ہے دنیا تم ہو دل والے جگر والے
ذرا تم بھی تو دیکھو کہ ہو تم بھی تو نظر والے

گھر میں بیٹھ کر بات بنا لینا آسان ہے کسی صاحب نظر کو نبض دکھائیں وہ بتائے کہ تیرے اندر کون سی خرابی ہے، ایسے بیٹھے بیٹھے باتیں نہ بنا لیا کریں۔ اب ذرا اس کی

تفصیل بتاتا ہوں اللہ تعالیٰ صحیح کہنے کی اور سننے والوں کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔
یہ جو کہتے ہیں کہ بیٹی سے محبت ہے محبت کی بناء پر جہیز دیتے ہیں ذرا اس کا تجزیہ کیجئے، جب بیٹی پیدا ہوئی اس وقت میں بھی محبت تھی، پیدائش سے لے کر شادی کے وقت تک محبت ہے شادی ہو جانے کے بعد بھی مرتے دم تک محبت رہے گی سو شادی کے وقت ہی محبت کو جوش کیوں اٹھتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر نہیں دیں گے تو لوگ طعنے دیں گے ناک کٹ جائے گی ناک، لوگوں میں عزت نہیں رہے گی، لوگ طعنے دیں گے کہ بیٹی کو گھر سے ایسے نکال دیا جیسے مرگئی ہو، کفن دے کر نکال دیا کچھ دیا ہی نہیں۔

ایک مولوی صاحب کے گھر بہو آئی تو مولوی صاحب کی بیگم بہو کو طعنہ دے رہی تھیں اری! تو لائی کیا ہے دو چیتھڑے۔ وہ بے چاری معلوم نہیں کتنا جہیز لائی ہو گی اور ساس کی طرف سے طعنہ پھر بھی وہی کہ لائی کیا ہے دو چیتھڑے۔ یہ حال ہے لوگوں کا کہتے ہیں کہ اگر ہم نے بیٹی کو جہیز نہیں دیا تو سسرال والے تو اسے طعنے دے دے کر مار دیں گے اور دوسرے لوگ بھی والدین کو طعنے دیں گے، یہ خبریں بہت سننے میں آتی ہیں اس کا جواب سنئے آپ ساری دنیا کی دولت بھر کر اپنی بیٹی کو دے دیں ساس پھر بھی یہی کہے گی کہ لائی کیا دو چیتھڑے اور دماغ ایسا۔ بتائیں دنیا میں ایسا کہیں ہوا ہے کہ کسی نے بہت زیادہ جہیز دیا ہو ٹرکوں کے ٹرک بھر کر اور جب بیٹی گئی سسرال تو ساس اس سے نہ لڑی ہو اسے طعنے نہ دیئے ہوں وہ تو پھر بھی لڑتی ہے اس کا تدارک تو ہو ہی نہیں سکتا دنیا میں ساس بہو ایک دوسرے سے صحیح رہ ہی نہیں سکتیں۔

کہیں آپ بھی اس میں شامل نہ سمجھ لیں بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں کوئی ایسی بات نہیں اللہ کا فضل و کرم ہے۔ انوار الرشید میں میری دعاء پڑھیں اس کے مطابق عمل کریں اللہ دعائیں تو سب کی قبول کرتا ہے ایسا تو نہیں کہ صرف میری قبول کرتا ہے آپ کی دعائیں بھی قبول کرے گا اصل چیز دینداری ہے جہاں دین ہو گا وہاں فساد نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطاء فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں کو ایسے عذاب میں مبتلا رکھتے ہیں، ایک عورت کہہ رہی تھی کہ جب میں بہو بن کر گئی تو ساس اچھی نہیں ملی اور جب میں ساس بنی بہو گھر میں لائی تو بہو اچھی نہیں ملی۔ خود درمیان میں حد اوسط ہے، خود کو ولیۃ اللہ سمجھتی ہے، ساس ملی تو وہ اچھی نہیں ملی بہو لائی چھانٹ چھانٹ کر تو بہو اچھی نہیں ملی۔ یہ بات چھوڑ دیں کہ سسرال والے کیا کہیں گے اور خاص طور پر ساس طعنے دے گی۔ پوری دنیا کی دولت بھی سمیٹ کر بیٹی کو دے دیں ساس تو پھر بھی طعنے دے گی۔ یہ عذر غلط ہے کہ محبت کی وجہ سے کرتے ہیں درحقیقت یہ لوگوں کے ڈر سے کرتے ہیں۔

ہدیہ جائز ہونے کی شرط:

ایک مسئلہ اور سمجھ لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفسہ﴾ (مسند احمد)

ہدیہ وہ حلال ہے جس میں شرح صدر، طیب خاطر، مکمل خوشی کا یقین ہو، اگر کسی نے آپ کو خوشی سے ہدیہ نہیں دیا بلکہ کسی خوف کی وجہ سے دیا تو وہ حلال نہیں۔ حالات کو دیکھیں جو باتیں میں کہتا ہوں انہیں اپنے طور پر سوچا کریں مجھے تو مذکر سمجھیں، مذکر کے معنی ہیں یاد دلانے والا، مطلب یہ ہے کہ یہ باتیں تو عقل میں ویسے ہی آنی چاہئیں مگر عقل ادھر متوجہ نہیں ہوتی تو میں آپ لوگوں کی عقل کو متوجہ کر دیتا ہوں، ذرا اپنی عقل کو متوجہ کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بات بالکل صاف صاف سامنے آجائے گی، سوچیں جب والدین جہیز دیتے ہیں لوگوں کے ڈر سے، ساس کے ڈر سے تو خوشی سے کہاں دیتے ہیں؟ قرض لے لے کر خر کار کے گدھے بن بن کر، بھیک مانگ کر، جہیز بنانے کے لئے بھیک مانگتے ہیں، لوگوں کے دروازوں پر جا جا کر، سیٹھوں کے کارخانوں پر جا جا کر کہتے ہیں کہ لڑکی کا جہیز بنانا ہے زکوٰۃ دے دیں اور بے غیرت بے شرم ہے وہ دولہا جو جہیز قبول کر لیتا ہے اس سے زیادہ بے غیرت کون ہوگا؟؟ اس سے

بہتر یہ نہیں تھا کہ شادی ہی نہ کرے، بھیک میں ملا ہوا جہیز قبول کر لیتے ہیں ایسے بے غیرت لوگ ہیں۔

سوچئے کہ لوگوں کے خوف سے دیتے ہیں تو بیٹی اور داماد کے لئے بھی حلال نہیں حرام ہونے کا یقین نہیں تو کم از کم مشتبہ تو ہو ہی گیا جس میں حرام ہونے کا شبہ ہو وہ چیز کیوں استعمال کی جائے؟

عجیب محبت؟:

اگر محبت کی وجہ سے دے رہے ہیں، ذرا غور سے سنئے غور سے بہت قیمتی باتیں بتا رہا ہوں، اگر محبت کی وجہ سے بیٹی کو دے رہے ہیں تو جائیداد میں کیوں شریک نہیں کرتے، اپنی تجارت میں، کارخانے میں، مکانوں میں، زرعی زمین میں سے کچھ حصہ دیں اپنے ساتھ شریک کرلیں تو اس میں بیٹی کا فائدہ ہے لیکن لوگ ایسا نہیں کرتے بلکہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ بیٹی کو جائیداد میں شریک نہ کریں جائیداد صرف بیٹوں کی رہے۔ دعوے محبت کے اور کوشش یہ کہ جائیداد میں سے بیٹی کو کچھ نہ ملے بس کچھ کپڑے دے دیئے اور صوفے کرسیاں دے دیں اور بس خوش کر دیا بیٹی کو، ارے میری بیٹی! تجھ سے اتنی محبت اتنی محبت کہ تیری محبت میں تو ہم مرے جا رہے ہیں اسے تھپکیاں دے دے کر خوش کر رہے ہیں۔ سوچئے! ذرا غور سے بات سوچا کریں کہ اگر محبت ہے تو جائیداد میں سے کیوں نہیں دیتے؟ بیٹیوں کو جائیداد سے محروم کیوں کرتے ہیں؟

جہیز سے وراثت ختم نہیں ہوتی:

ایک مسئلہ اور سمجھ لیں بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے جو بیٹی کو جہیز دے دیا اس کے بعد وراثت میں اس کا حق نہیں رہا کیونکہ ہم نے نیت کر لی تھی کہ یہ جو کچھ اسے

دے رہے ہیں وراثت کا حصہ ہے، یہ بھی غلط ہے آپ اسے جہیز میں کتنا ہی دے کے دیں مگر وراثت کا حصہ جو شریعت نے مقرر کر دیا وہ پورے کا پورا موجود ہے جہیز دینے سے بیٹی محروم نہیں ہوتی لوگ سمجھتے ہیں کہ اپنی زندگی میں اسے اتنا دے دیا تو اب وراثت میں اس کا حصہ نہیں رہا، یہ بالکل غلط ہے، زندگی میں وراثت جاری نہیں ہوتی کسی کو کتنا ہی دے دیں وہ اس کے لئے ہبہ ہے وراثت تو جاری ہوگی مرنے کے بعد مگر مرنے کا خیال تو آج کل کے مسلمان کو آتا ہی نہیں، یہ سمجھتا ہے کہ مرے گا ہی نہیں اسی لئے تو جہاد پر نہیں جاتا جہاد میں جائے گا تو مر جائے گا اور یہاں رہے گا تو کبھی بھی نہیں مرے گا، یہ خیالات ہیں آج کل کے مسلمان کے، اللہ تعالیٰ انہیں عقل عطاء فرمائیں۔

جہیز کی بجائے نقدی دیں:

آخری درجے میں ایک بات یہ کہ اگر جائیداد میں شریک کرنے سے ڈرتے ہیں بیٹی کو جائیداد سے حصہ نہیں دیتے تو پھر چلئے نقدی کی صورت میں جہیز دے دیں۔ جو سامان ٹرکوں کے ٹرک جہیز میں دیتے ہیں اس کی بجائے اتنی رقم بیٹی کو دے دیں بلکہ ایک لاکھ کی بجائے دس لاکھ دے دیں ہمیں کوئی اشکال نہیں ہوگا۔ مگر ایسے نقدی کی صورت میں کوئی نہیں دے گا کیونکہ اگر نقد دے دیا تو لوگوں کو تو پتا ہی نہیں چلے گا لوگوں کو دکھانا مقصود ہے بلکہ لوگوں کو جمع کر کے پہلے دکھاتے ہیں خاص طور پر عورتوں کی شوری بیٹھتی ہے پہلے عورتیں آتی ہیں تمام رشتے دار اور محلے کی عورتیں آکر جہیز دیکھتی ہیں کہ کیا کچھ دیا پھر ان میں سے کچھ تو واہ واہ کرتی ہیں کہ بہت اچھا جہیز دیا ہے، چاہے نالائق نے قرض لے کر یا بھیک مانگ کر ہی کیوں نہ دیا ہو اور کچھ عورتیں باتیں بناتی ہیں کہ اتنی اچھی حیثیت ہے مگر بیٹی کو کچھ نہ دیا غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ پہلے تو جہیز گھر سے نکالنے سے پہلے لوگوں کو دکھاتے ہیں پھر جہاں راستے میں جا رہا ہوتا ہے تو لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں واہ واہ جہیز جا رہا ہے جہیز، پھر جب سسرال پہنچے گا

تو جو استقبال کرنے والے ہوں گے وہ دیکھیں گے واہ واہ کریں گے ایسا جہیز ہے ایسا جہیز ہے، پھر سسرال میں لوگوں کو بلا بلا کر دکھایا جائے گا کہ دیکھئے یہ چیز دی ہے، یہ چیز دی ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ لوگوں کو دکھانے کے لئے ایسا کرتے ہیں اگر بیٹی سے محبت ہے تو اولاً تو جائیداد میں سے حصہ دیں اس سے تو محروم کر دیتے ہیں اور محبت میں آ کر دیتے بھی ہیں تو صوفے کرسیاں دے کر لوگوں کو دکھاتے ہیں اگر واقعۃً محبت ہے تو نقدی کی صورت میں دیں۔

نقدی دینے کے فائدے:

اس میں یہ فائدے ہیں:

❶ نقدی کی صورت میں آپ نے بیٹی کو ہدیہ دے دیا تو اگر اس پر حج فرض ہو گیا تو وہ حج کر لے گی۔ یہ تو میں بتاتا ہی رہتا ہوں کہ لوگ بیٹیوں کو جہیز میں سامان اتنا دے دیتے ہیں کہ حج فرض ہو جاتا ہے پھر حج کرواتے نہیں یہ محبت ہے یا عداوت؟ یہ تو بیٹیوں سے محبت نہیں عداوت ہے جہنم میں پھینک رہے ہیں وہ تو بے چاری مجبور ہے جائے گی یا نہیں لیکن والدین تو ضرور جہنم میں جائیں گے حج فرض کر دیا کرواتے ہیں نہیں اتنا سامان دے دیا کہ حج فرض ہو گیا اب اسے کہاں بیچے اور کیسے حج کو جائے۔

❷ اگر نقد پیسے دے دیئے تو پھر اللہ کے بندوں اور بندیوں کے حالات مختلف ہیں بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ وہ تو سارا مال لگا دیں گے جہاد میں ادھر زیادہ ضرورت ہے تاکہ مجاہدین کو قوت حاصل ہو اور جہاد کے کام خوب خوب ہوں اور جلد سے جلد پوری دنیا پر اسلام کی حکومت قائم ہو جائے، یہ لوگ تو خود پر حج فرض ہونے ہی نہیں دیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس زمانے میں لوگ حج پر جا رہے ہوں اس زمانے میں اگر اتنا پیسا ہے کہ اس سے حج کر سکتے ہیں تو حج فرض ہوتا ہے اور اگر اس زمانے میں نہیں بلکہ آگے پیچھے کسی زمانے میں اتنا پیسا آ گیا اور اس نے حج کے مہینے آنے سے پہلے ہی وہ

مال خرچ کر دیا تو اس صورت میں اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے سجدہ سہو کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے تعجب سے فرمایا کہ مسلمان اللہ کے سامنے کھڑا ہے پھر اسے سہو بھی ہو جاتا ہے! وہ مسئلہ پوچھ رہا ہے اور یہ اس کی عقل پر تعجب کر رہے ہیں ارے! یہ مسلمان ہے مسلمان اللہ کے سامنے کھڑا ہے پھر اسے سہو ہو گیا یہ ہو کیسے سکتا ہے۔ پھر اس نے کوئی زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا تو فرمایا نہ کبھی ہم نے اپنے اوپر زکوٰۃ فرض ہونے دی نہ ہمیں زکوٰۃ کا مسئلہ معلوم ہے جن پر فرض ہوتی ہے جاؤ ان سے پوچھو۔

نقدی کی بات کر رہا تھا کہ اگر بیٹی کو جہیز کی بجائے نقدی دے دی تو وہ بیٹی اگر اللہ کی بندی ہے اس کے دل میں فکر آخرت ہے دل مال کی محبت سے پاک ہے تو وہ تو لگا دے گی ساری رقم جہاد میں حج فرض ہی نہیں ہونے دے گی۔ اس موقع پر کچھ فکر آخرت رکھنے والی باہمت لڑکیوں کے قصے بھی سن لیجئے:

① ایک لڑکی کا دار الافتاء سے اصلاحی تعلق ہے اس کی منگنی ہو چکی ہے اس نے بتایا کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ والدین سے جہیز ہرگز نہیں لوں گی، وہ جتنا جہیز دینا چاہیں گے میں ان سے کہوں گی کہ اس کے بدلے مجھے نقد رقم دے دیں۔ اتنے کے زیور اتنے کے کپڑے، اتنے کا فرنیچر اور اتنے کا ٹی وی اور اتنے کا یہ اور اتنے کا وہ ابو! ان سب کی بجائے پیسے نکالیں پیسے پھر جب پیسے میرے قبضے میں آجائیں گے تو سارے مجاہدین کو دے دوں گی کچھ بھی اپنے پاس نہیں رکھوں گی سب مجاہدین کو دے دوں گی۔ دیکھئے جس میں دین آتا ہے اس میں عقل بھی آجاتی ہے آگے اس لڑکی کے مزید کمال عقل کی بات سنئے کہتی ہیں کہ اگر میں نے اپنے ابو سے یہ کہا کہ ابو! آپ اتنے پیسے جہاد میں لگا دیں تو وہ لگائیں گے نہیں اس لئے میں پہلے اپنے قبضے میں لوں گی اس کے بعد سارے کے سارے جہاد میں لگا دوں گی ایک پیسا بھی اپنے پاس نہیں رکھوں گی۔

② ایک لڑکی کی شادی ہونے والی ہے اس نے اعلان کر دیا ہے کہ میں اپنے ابو سے جہیز

نہیں لوں گی اور اگر ابو سے یہ کہوں کہ آپ جہیز کا پیسہ جہاد میں لگا دیں تو وہ لگائیں گے نہیں اس لئے پہلے پیسے لوں گی پھر سارے کے سارے اللہ کی راہ میں جہاد میں لگا دوں گی۔

(۳) ایک لڑکی نے بتایا کہ میری امی نے میرے لئے جہیز بنانا شروع کر دیا ہے میں روکتی ہوں تو مانتی نہیں میں یہ، میں لگانا چاہتی ہوں مگر وہ بنائے چلی جا رہی ہیں میں کیا کروں؟ میں نے کہا کہ اپنی امی اور ابو دونوں کو سمجھائیں کہ اگر آپ نے مجھے جہیز بنا کر دیا تو میں سارا بیچ دوں گی، بیچنے میں محنت بھی کرنی پڑے گی اور جتنے پیسے خرچ ہوں گے اتنے نہیں ملیں گے نقصان ہوگا اس لئے آپ کی راحت اور آپ کا فائدہ اس میں ہے کہ نقد رقم ابھی سے مجھے دے دیں، اس لئے ابھی سے چلانا شروع کر دو کہ مجھے جہیز نہیں چاہئے، مجھے نقد رقم دیں، جب مالک بن جاؤں تو پھر میں جو چاہوں کروں۔

(۴) ایک لڑکی نے بتایا کہ میرے والد نے مجھے عیدی کے پچاس روپے دیئے اب میں کہتی ہوں کہ میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کروں گی تو وہ بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ اچھا اگر تمہیں نہیں رکھنا تو مجھے واپس کر دو۔ میں نے کہا کہ میں تو مالک بن گئی آپ خواہ ناراض ہوں یا اور جو کچھ بھی کریں واپس نہیں دوں گی اللہ کی راہ میں لگاؤں گی۔

یہ قصے اس لئے بتا دیئے کہ جیسے ان خواتین نے تدابیر اختیار کی ہیں آپ بھی کریں۔ ابو اور امی سے یہ نہ کہیں کہ جہیز کی رقم جہاد میں یا کسی اور کار خیر میں لگا دیں وہ نہیں لگائیں گے جان نکل جائے گی لہذا پہلے ان سے جہیز کی رقم وصول کریں پھر اللہ کی راہ میں لگا دیں، حج کا وقت ہونے کی وجہ سے حج فرض ہو گیا ہو تو حج کریں ورنہ جہاد میں لگا دیں۔

ایک پورا خاندان عمرے کے لئے جا رہا تھا ٹکٹ خرید لئے نشستیں محفوظ کروائیں پھر جب انہیں پتا چلا کہ جہاد میں زیادہ ضرورت ہے تو عمرے کا سفر ملتوی کر کے ٹکٹ واپس کئے اور ساری رقم جہاد میں لگا دی۔ اس زمانے میں بھی اللہ کے ایسے بندے

موجود ہیں۔ بعض لوگوں کو تو تعجب ہو رہا ہوگا سوچ رہے ہوں کہ کیسے بے وقوف ہیں، آج کل ہر چیز الٹی ہو گئی نا اس لئے عقلمند کو بے وقوف اور بے وقوف کو عقلمند کہتے ہیں۔ نقد رقم دینے کی صورت میں وہ رقم اللہ کی راہ میں لگا دے گی اور اگر حج کرنا چاہے گی تو اس سے حج کرلے گی۔

❸ نقدی دینے میں تیسرا فائدہ یہ ہے کہ میاں بیوی اپنی مصلحت کے مطابق جس چیز کی ضرورت ہوگی پوری کرلیں گے، پیسا تو ایسی چیز ہے کہ اس سے ہر ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔

❹ اگر انہیں کوئی فوری ضرورت نہیں اور حج اداء کرنے کے بعد بھی رقم بچ گئی لیکن اللہ کی راہ میں لگانے کی ہمت نہیں ہو رہی ابھی کچے کچے مسلمان ہیں تو اس رقم کو کسی تجارت میں لگا دیں گے بیٹی اور اس کی اولاد کے لئے ایک ذریعہ آمدن ہو جائے گا۔ ایک طرف تو چیخ رہے ہیں کہ آیندہ نسل کا کیا ہوگا اور جو صحیح طریقے ہیں انہیں اختیار نہیں کرتے۔ والدین کو اگر اولاد سے محبت ہوتی تو وہ صوفے وغیرہ دینے کی بجائے نقدی کی صورت میں جہیز دیتے کہ لگاؤ کسی تجارت میں، دنیا ہی کمانا ہے تو پھر دنیا کی کسی تجارت میں لگائیں۔

جہیز جمع کرنے والوں کو مشورہ:

اگر کسی نے جہیز جمع کرلیا پھر اسے فکر ہوئی کہ اب اس کا کیا کریں جیسا کہ بعض لوگوں کو یہ فکر ہوئی ہے، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جہیز کا سامان بیچ کر جہاد پر لگا دیں دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی بچیوں کے رشتے نیک و صالح مساکین سے کریں، شادی کے موقع پر انہیں تین جوڑے بنا دیں جب یہ تین جوڑے پھٹ جائیں تو پھر دیکھیں اگر داماد کے پاس اب بھی وسعت نہیں تو تین جوڑے اور بنا دیجئے، بوقت ضروت یوں تین تین جوڑے بنا کر دیتے رہیں زیادہ نہ دیں ورنہ انہیں دیکھ دیکھ کر مال کی ہوس بڑھے گی

بالخصوص عورتوں کے لئے زیادہ لباس تو اور زیادہ خطرناک ہے بوقت موت دیکھ دیکھ کر روئیں گی کہ ارے ہمارا لال جوڑا کالا جوڑا، پیلا جوڑا، اور وہ ہرا جوڑا اور وہ زردی والا جوڑا، ادھر روح کھینچی جا رہی ہوگی اور انہیں جوڑوں کی پڑی ہوگی ایسے لوگوں کی جان کیسے نکالی جائے گی اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: والنزعت غرقا۔ ایک ایک تار توڑ توڑ کر کھینچ کھینچ کر جان نکالی جائے گی۔ اس وقت ان کی جان جوڑوں میں اٹکی ہوئی ہوگی تو اور بھی زیادہ مشکل سے نکلے گی اور زیادہ عذاب ہوگا پھر آگے کا عذاب اس سے بھی زیادہ۔ الغرض کسی مسکین سے شادی کر دیں اور تین تین جوڑے دیتے رہیں ایک شخص کے لئے تین جوڑے بہت ہیں، اگر زیادہ بنا لئے ہیں تو وہ مجاہدین کو دے دیں۔ مسئلہ بتا دیا اگر کسی کو عمل کی توفیق نہ بھی ہو تو بھی بات صحیح معلوم ہو جائے۔ بیوی سارے کے سارے مصارف شوہر کے ذمے ہوتے ہیں لباس بھی شوہر کے ذمے، خوراک بھی بھی شوہر کے ذمے، رہائش بھی شوہر کے ذمے اس کے تمام مصارف شوہر کے ذمے ہیں پھر اتنا لباس جمع کرنا کہ کئی سال چلے کئی گدھوں کا بوجھ بن جائے اتنا لباس جمع کر کے مالدار داماد کو کیوں دیتے ہیں؟ کوئی مسکین داماد تلاش کریں تاکہ اس کی مدد ہو جائے۔

وسعت رزق کا نسخہ اکسیر:

ایک بہت کام کی بات سن لیجئے، رات کسی نے فون پر مجھ سے کہا میں بہت پریشان ہوں میری مالی امداد کریں۔

میں نے کہا صاحبزادے! میری مالی امداد ساری کی ساری، پوری دنیا سے سمٹ کر جہاد میں جا رہی ہے حتی کہ میری کوشش یہ رہتی ہے کہ میں اپنے اوپر بھی ایک پیسا بھی خرچ نہ کروں، میری پوری امداد اللہ تعالیٰ کی مدد اور دستگیری سے جہاد میں جا رہی ہے آپ بھی وہیں چلے جائیں تو دیکھئے سارے کام بن جائیں گے۔ اس وقت یہ قصہ بتانے

سے مقصد یہ ہے کہ دوسرے حضرات بھی سن لیں، کسی کے ذہن میں اگر یہ خیال پیدا ہو کہ مالی امداد کی ضرورت ہے تو فوراً جہاد میں نکل جائے۔ جہاد میں جانے سے اللہ تعالیٰ رزق کتنا برساتے ہیں یہ مضمون مستقل ہے، بہت لمبا ہے، بہت سے قصے ہیں صرف اس زمانے کے لوگوں کے نہیں قرآن مجید کی آیات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات، کتنے واقعات ہیں کہ جہاد پر جانے سے رزق بہت ملتا ہے، جس کو بھی مالی پریشانی ہو وہ جلد سے جلد جہاد پر چلا جائے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بات جہیز سے متعلق چل رہی تھی کہ اگر جہیز زیادہ بنالیا ہے تو بیچ کر پیسے جہاد میں لگا دیں اور کوئی مسکین نیک وصالح داماد تلاش کریں جو اتنا مسکین ہو کہ تین جوڑے بھی نہ بنا سکے اسے تین جوڑے شادی کے موقع پر بنا کر دے دیں پھر وہ پھٹ جائیں تو تین جوڑے اور دے دیں اس طرح بوقت ضرورت تین تین جوڑے بنا کر دیتے رہیں۔

جہیز میں چکی دیں:

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جہیز دینا تو سنت ہے سنت، انہیں سنتیں بھی میٹھی میٹھی چاہئیں، مسہری ہو، اتنے جوڑے ہوں، اتنا سونا ہو، اللہ کے بندو! یہ تو سوچو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز میں کیا دیا تھا، چکی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں چکی اس لئے دی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ چکی خرید سکیں۔ جب داماد کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو جہیز ایسا دینا چاہئے کہ کچھ گھر چلانے میں آسانی ہو۔ اپنی صاحبزادیوں کو جہیز میں چکیاں دیا کریں یہ بہت بڑی نعمت ہے اس میں بہت فائدے ہیں۔

چکی پیسنے کے فائدے:

(۱) سب سے بڑا فائدہ تو یہ کہ سنت ادا ہوگی اس کا ثواب ملے گا۔

❷ دوسرا فائدہ یہ کہ جب آپ کسی مسکین عالم یا مجاہد کو لڑکی دیں گے تو اس کے ہاں آٹا پیسنے کا انتظام گھر ہی میں ہو جائے گا، بازار میں آٹا صحیح نہیں ملتا۔ گیہوں خرید کر گھر ہی میں پیس لیں گے خالص آٹا مل جائے گا، بڑی چکیوں میں ملوں میں جو گیہوں پیسے جاتے ہیں وہ صحیح نہیں ہوتے اور اگر صحیح ہوں تو بھی مشینیں اتنی تیزی سے گیہوں کو پیستی ہیں کہ ان کے وٹامن تو سارے جل ہی جاتے ہیں اس کے برعکس ہاتھ کی چکی سے جو گیہوں پیسے جاتے ہیں ان میں وٹامن بھرپور ہوتے ہیں۔

❸ جو عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ہم بیٹھے بیٹھے موٹے ہو رہے ہیں جسم بھاری ہو گیا ہے ذرا باہر چلنے پھرنے سے جسم ہلکا ہو جائے گا وہ اگر چکی چلائیں تو ان کی صحت بالکل ٹھیک رہے گی، موٹی نہیں ہوں گی، قوت بھی آجائے گی ورزش بھی ہوتی رہے گی۔

❹ چکی پیسنا عجب اور کبر کا بہت بہترین علاج ہے، چکی پیسنے سے قالب کی صحت کے علاوہ قلب کی صحت بھی درست ہو جاتی ہے، جسمانی صحت کے ساتھ روحانی صحت بھی۔

❺ قناعت پیدا ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے گھر میں ایک دن کا کھانا ہو اور اللہ تعالیٰ نے عافیت عطاء فرمائی ہو اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کو سمیٹ کر اس کے گھر میں بھر دیا ہے (ابن ماجہ) اتنی بڑی نعمت جس پر آج کل کا مسلمان شکر ادا نہیں کرتا۔ اتنے فائدے ہیں جہیز میں چکی دینے کے۔

مالداروں کے ہاں کثرت بنات کی حکمت:

اللہ تعالیٰ مالداروں کو لڑکیاں زیادہ دیتے ہیں اس کی حکمت یہی ہے کہ وہ مساکین علماء اور مجاہد داماد تلاش کر کے انہیں رشتے دیں اور زیادہ سے زیادہ ان کی مدد کریں، اس میں یہ مصلحت ہے جس کا اکثر لوگوں کو علم نہیں:

﴿ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾ (۷-۱۸۷)

میں ایک بار دوران تفریح کچھ مالدار لوگوں کے قریب سے گزر رہا تھا تو وہ آپس میں

باتیں کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم لوگ اگرچہ علماء سے بہت عقیدت رکھتے ہیں، ان کے ہاتھ بھی چومتے ہیں، دعائیں بھی کرواتے ہیں، تعویذ بھی لیتے ہیں، لیکن سچی بات یہ ہے ہم میں سے کوئی بھی انہیں لڑکی کا رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا کوئی بھی نہیں۔ سچی بات اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے کہلوا ہی دی مجھے تو ان سے بات کرنی نہیں تھی اگر میں بات کرتا تو یہ کہ تم جیسے لوگ جن کے دلوں میں دنیا کی محبت بھری ہوئی ہے تم جیسا کوئی کسی عالم پر اپنی لڑکی پیش کر کے تو دیکھے وہ اس پر تھوکے گا بھی نہیں بشرطیکہ وہ واقعۃً عالم ہو اس کا عمل اس کے علم کے مطابق ہو اور اگر کسی عالم نے لڑکی قبول بھی کی تو وہ ایسے کہ پہلے تو لڑکی سے لے گا امتحان، اگر امتحان میں کامیاب ہوگئی پھر شاید کوئی عالم قبول کرلے ویسے تھوڑا ہی کوئی تمہاری لڑکیاں قبول کرے گا۔ عالم ہو کر کوئی تم جیسوں کی لڑکیاں قبول کرلے یہ کبھی نہیں ہوسکتا، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بات اس لئے بتادی کہ اگر کسی کو ہدایت ہوجائے اور وہ اپنی لڑکی کسی صالح مسکین یا صالح عالم کو دینا چاہے تو ذرا سنبھل کر سوچ سمجھ کر۔

عالم کو لڑکی دینے کے فوائد:

کسی صالح عالم کو لڑکی دینے میں ایک تو فائدہ یہ ہے کہ لڑکی عالمہ بن جائے گی، آپ کو جامعۃ البنات میں نہیں پڑھانا پڑے گا وہ عالم خود ہی اس کو پڑھاتا رہے گا اور جامعات البنات کی تعلیم سے زیادہ بہتر پڑھائے گا۔ یوں آپ کی لڑکی کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ عالمہ بن جائے گی اور عالم کا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آپ اس کی مالی امداد کریں گے تو وہ فراغ قلب اور استغناء کے ساتھ دین کی خدمت کرے گا، ہوسکتا ہے کہ اگر آپ اس کی بہت زیادہ مالی امداد کریں تو وہ مستقل جامعہ کھول لے یا جہاد کی تربیت کا معسکر یا دفتر کھول لے یوں دونوں کا فائدہ ہوجائے گا لڑکی کا فائدہ یہ کہ گھر بیٹھے بیٹھے عالمہ بن جائے گی اور شوہر کا فائدہ یہ کہ وہ اس مال کو دنیا کی بجائے دین میں اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا۔

عالم کو لڑکی سوچ سمجھ کر دیں:

مگر یہاں یہ بات یاد رہے کہ ایسے ہی جوش میں آکر یہ فیصلہ نہ کرلیں کہ فلاں مولوی کو لڑکی دے دیں بلکہ استخارہ بھی کرلیں اور کسی سمجھ دار سے پوچھ بھی لیں۔ بعض دفعہ جوش میں انسان کچھ کر لیتا ہے بعد میں پریشان ہوتا ہے جیسے ایک شخص ایک درخت کے نیچے بیٹھا کہتا رہتا تھا یا اللہ! اٹھا لے، یا اللہ! اٹھا لے یا اللہ! کھینچ لے، یا اللہ! کھینچ لے، یا اللہ! تیرا عاشق ہوں، تیری محبت میں مرا جا رہا ہوں، یا اللہ! کھینچ لے۔ ساری ساری رات درخت کے نیچے بیٹھا چلاتا رہتا۔ کچھ لوگوں کو خیال آیا کہ یہ رات کو سونے بھی نہیں دیتا چلاتا رہتا ہے ویسے ہی واہیات کی باتیں کرتا رہتا ہے اس کا کچھ علاج کرنا چاہئے۔ ایک شخص درخت کے اوپر چڑھ گیا، اوپر جا کر رسا لٹکا کر کہتا ہے ہاں میرے بندے! لبیک لبیک میرے بندے لبیک۔ تو کئی راتوں سے پکار رہا ہے تیری دعاء قبول ہوگئی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ میری رحمت جوش میں آگئی، لے یہ رسا اپنے گلے میں باندھ لے۔ اس نے جو رسا گلے میں باندھا تو اس نے اوپر سے کھینچا اسے پھندا لگا دم گھٹنے لگا تو کہتا ہے یا اللہ! چھوڑ دے، یا اللہ! چھوڑ دے، یا اللہ! چھوڑ دے پھر کبھی نہیں کہوں گا یا اللہ کھینچ لے۔ یہ قصہ اس لئے بتا دیا کہ کسی عالم کو لڑکی دینے سے پہلے استخارہ بھی کرلیں اور کسی سمجھ دار سے پوچھ بھی لیں تاکہ بعد میں اگر پھندا پڑ گیا تو کہیں یہ نہ کہتے پھریں یا اللہ! چھوڑ دے، یا اللہ! چھوڑ دے، کہیں کفر تک ہی نوبت نہ پہنچ جائے۔

آٹھ لڑکیوں کے والد کا قصہ:

ایک بہت بڑی جامع مسجد کی منتظمہ کے صدر صاحب کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ اس نے اپنی رقمیں سود پر لگائی ہوئی ہیں، سود لیتا ہے۔ میں نے اسے خلوت میں

بلایا اور سمجھایا کہ سود پر کتنی بڑی بڑی لعنتیں اور کیسی کیسی وعیدیں ہیں، یوں تو کسی مسلمان کے لئے بھی یہ کام جائز نہیں پھر آپ تو مسجد کمیٹی کے صدر ہیں آپ کے لئے تو اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میری آٹھ بچیاں ہیں اور ہمارے ہاں رسم ہے کہ ایک ایک بچی کی شادی پر ایک ایک لاکھ روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ یہ آج سے تقریباً پینتیس سال پہلے کی بات ہے اس وقت میں ایک لاکھ اب تو معلوم نہیں کتنے لاکھوں کی ضرورت ہوگی۔ اس نے کہا کہ میری آٹھ بچیاں ہیں سو مجھے آٹھ لاکھ روپے کی ضرورت ہے ورنہ ان بچیوں کی شادی نہیں ہوگی، میں مجبور ہوں، مجبور ہو کر سود پر رقمیں لگا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت آسان سا کام ہے مجھے ان بچیوں کی شادی کا وکیل بنا دیں ان شاء اللہ تعالیٰ آٹھوں کی آٹھوں آج ہی کے دن میں نمٹا دوں گا اور داماد بھی ایسے منتخب کروں گا کہ آپ ساری عمر منتخب کریں تو بھی ویسے نہیں ملیں گے۔ مگر انہوں نے مجھے وکیل نہیں بنایا۔ اللہ کے نافرمان کے دماغ میں بھس بھرا ہوتا ہے حضرت رومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دماغوں میں عقل نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دماغوں میں گوبر بھر دیا گوبر۔

ایک بار میں نے عام وعظ میں یہ قصہ بتایا تو بہت سے لوگوں نے مجھ سے رجوع کیا کہ ہماری بچی کی شادی کروا دیں، ہماری بچی کی شادی کروا دیں ہماری بچی کی شادی کروا دیں۔ مگر قصہ وہی ہے نا کہ اگر میں نے کروا دی تو یہ کہیں گے کہ یا اللہ! اب معاف کر دے اب نہیں کہیں گے۔

لوگوں کے دماغ اتنے بلند ہیں کہ لکھ پتی کو چاہئے کروڑ پتی داماد اور کروڑ پتی کو اربوں پتی جب کہ میں کسی مسکین مولوی سے کرواؤں گا جسے آدھی روٹی صبح کو ملے تو اسے بھی آدھی آدھی کر لے، آدھی بیوی کو کھلا دے اور آدھی خود کھا لے، بیوی اس پر کہے الحمد للہ! پہلے اپنی لڑکیاں تو ایسی بنائیں پھر میں شادی کرواؤں گا۔ کہیں یہ نہ سمجھتے رہیں کہ میری جیب میں بڑے بڑے سیٹھ پڑے ہوئے ہیں اور جہاں کسی نے کہہ دیا کہ

ہماری بچی کی شادی کروادیں تو بہت بڑا مرتبہ نکل آئے گا بہت بڑا سیٹھ نکل آئے گا ایسی باتیں نہ سوچا کریں اللہ کے بندے سے شادی کیا کریں۔

دین مقصود ہے:

میں جو کہتا ہوں کہ شادیاں کرواؤں گا تو ایسے ایسے داماد دلواؤں گا اس بارے میں یہ سمجھ لیں کہ یہ ضروری نہیں کہ داماد ایسے مسکین ہی ہوں تلاش کر کر کے ایسا داماد منتخب کریں جو صرف سر کے سے جو کی روٹی کھا سکتا ہو یہ مطلب نہیں مطلب یہ ہے کہ اگر ایسے ہی مل جائیں کہ دنیا کی زیادہ نعمتیں نہ ہوں مگر دین ہو تو اس پر اللہ کی ناشکری نہ کریں وہ بھی شکر کا موقع ہے صبر کا نہیں، ویسے دنیوی نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت میں اور خدمات دینیہ میں ترقی کا ذریعہ ہیں اس لئے اگر کوئی داماد ایسا مل جاتا ہے کہ اس کے پاس دنیا کی نعمتیں بھی ہیں اور دین بھی تو دیندار شخص دنیا کی نعمتوں کو دینی ترقی میں استعمال کرے گا دنیا کی نعمتیں جتنی زیادہ ہوں گی دین کو فائدہ پہنچے گا لہذا ایسا رشتہ تلاش تو کر لیا کریں کہ جو دیندار ہونے کے ساتھ دنیوی معیار بھی بلند رکھتا ہو لیکن اگر ایسا رشتہ نہ ملے تو پھر دنیا تو رہگزر ہے۔ گزر گئی گزران کیا جھونپڑی کیا میدان کیا۔ یہ تو سفر ہے اس میں جو کی روٹی پر بھی گزارا ہو جائے گا صرف دین پر اکتفاء کریں۔

لڑکیوں کی شادی کی عمر ہے پندرہ سے اٹھارہ سال، تین سال ایسا داماد تلاش کریں کہ دینداری کے ساتھ اس کا دنیوی معیار بھی بہتر ہو، تین سال کوئی کم مدت نہیں۔ اور لڑکے کی شادی کی عمر ہے بیس سے پچیس سال، پانچ سال تلاش کریں کوئی لڑکی ایسی مل جائے جو دینداری کے ساتھ مالدار بھی ہو تو بہتر دین اور دنیا دونوں مل جائیں تو سبحان اللہ دین کا فائدہ ہوگا ۔

ما احسن الدین و الدنیا اذا اجتمعا
واقبح الکفر و الافلاس بالرجل

”دین اور دنیا دونوں جمع ہو جائیں تو کیسے اچھے ہیں اور فقر اور کفر جمع ہو جائیں تو کیسے برے ہیں۔“

دین اور دنیا کی نعمتیں جمع ہو جائیں تو پھر تو سبحان اللہ مگر دین و دنیا دونوں لحاظ سے بہتر رشتے ملنے کے باوجود اگر کوئی دیندار مساکین کی مدد کی نیت سے ان سے رشتہ کرے تو اس میں بھی بہت بڑا اجر ہے، بہرحال جس صورت پر بھی عمل کرے گا اجر ملے گا اگر شادی کی عمر گزر رہی ہو لڑکی کی عمر ہو گئی اٹھارہ سال اور لڑکے کی ہو گئی پچیس سال، پانچ سال لڑکے کے لئے تلاش کیا تین سال لڑکی کے لئے تلاش کیا پھر بھی دین و دنیا دونوں لحاظ سے بہتر رشتہ نہ ملا تو سمجھ لیں کہ ایسا رشتہ مقدر نہیں پھر صرف دین کو دیکھیں باقی چیزوں کو چھوڑ دیں اس لئے کہ اگر لڑکے کی عمر ہو گئی پچیس سال سے زیادہ اور لڑکی کی عمر ہو گئی اٹھارہ سال سے زیادہ تو شادی کی عمر تو نکل چکی، مالدار رشتے تلاش کرتے کرتے بوڑھے ہو جاتے ہیں پھر کوئی رشتہ ملتا ہی نہیں نہ دین کا نہ دنیا کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا، ایسا کیوں ہوتا ہے اس بارے میں ایک لطیفہ سن لیں۔ کسی شخص نے ایک دلال سے کہا کہ مجھے گدھا خرید دو۔ پہلے زمانے میں گدھے کی سواری ایسی ہوتی تھی جیسے آج کل ریجنسی کی سواری ہے۔ اس نے دلال کو گدھے کے جو اوصاف بتائے کہ ایسا ہو اور ایسا ہو تو دلال نے کہا کہ بھائی تو جو گدھے کے اوصاف بتا رہا ہے ان کے مطابق تو شہر کا قاضی ہی ہو سکتا ہے گدھے میں تو یہ اوصاف ملیں گے نہیں۔ دنیا کی ہوس ایسی بڑھ گئی کہ بیوی ملے تو ایسی اور ایسی جیسے خیالات ہیں ویسی ملتی نہیں بیٹھے بیٹھے بڈھے ہو جاتے ہیں پھر اس کے لئے تعویذ لیتے ہیں کہتے ہیں کہ کسی نے بندش لگا دی ہے۔ اسی طرح داماد تلاش کرتے ہیں کہ ایسا ہو ایسا ہو اور ایسا ہو وہی گدھے والا قصہ ہوتا ہے۔

مسکین شوہر مالدار بیوی:

مالدار لوگوں نے جو اتنے اتنے جہیز جمع کر کے رکھے ہوئے ہیں اگر وہ کسی صالح مسکین یا عالم سے شادی کر دیں تو وہ جہاد میں اور دین کے دوسرے کاموں میں خرچ کریں گے اس طرح دین کے کاموں میں تعاون ہو گا۔ کہیں کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ یہ ایسے ہی کہنے سننے کی باتیں ہیں کوئی بھی مالدار اپنی لڑکی کسی صالح مسکین کو نہیں دے گا یہ خیال غلط ہے اوپر سے اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

چند مثالیں:

❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ووجدک عائلا فاغنی ۝﴾ (۹۳-۸)

آپ تو نادار تھے، آپ کے پاس کچھ نہیں تھا اللہ نے آپ کو مالی لحاظ سے غنی کر دیا، اس طرح کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بہت مالدار تھیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے از خود خواہش ظاہر کر کے شادی کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مالدار بیوی دلا کر غنی کر دیا۔ سنتوں کی تلاش کرنے والو! بہت سے لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ سنتوں پر کوئی کتاب بتا دیں سنتوں کی تلاش کرنے والو! اس سنت پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ جتنی مالدار عورتیں ہیں وہ سب مساکین علماء و صلحاء سے شادیاں کر لیں تو وہ مالدار ہو جائیں گے اور یہ عالمات بن جائیں گی پھر آخرت کی تجارت خوب چلے گی، سرمایہ دار اور محنت کار مل کر آخرت کی تجارت خوب کریں گے۔

❷ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی:

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ آپ میری شادی کسی زاہد کے ساتھ کردیں انہوں نے کہا کہ اچھی بات ہے تلاش کریں گے زاہد کوئی آسانی سے تھوڑا ہی مل جاتا ہے تلاش کریں گے۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح پہلے بادشاہ تھے، مگر ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو بادشاہت بھی چھوڑ دی اور شاہانہ شان شوکت بھی سب کو چھوڑ چھاڑ کر جنگل میں نکل گئے مگر شاہ شجاع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہت تو چھوڑ دی مگر شاہانہ معیشت نہیں چھوڑی، حکومت چھوڑ دی لیکن اپنی بود و باش، رہن سہن اسی طریقے سے شاہانہ رکھا، وہ زاہد داماد تلاش کرتے رہے کرتے رہے لیکن زاہد ملے کہاں؟ انسان تو کوئی ملتا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿انما الناس کالابل المائة لا تکاد تجد فیها راحلة﴾

(صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمادیا کہ انسان ملنا بہت مشکل ہے، سو اونٹوں میں سواری کے قابل ایک ملنا بھی بہت مشکل ہوتا ہے ایسے ہی انسان ملنا بھی بہت مشکل ہے۔ اسی بارے میں عربی اور فارسی کے چند اشعار ہیں ؎

رأیت الشیخ بالمصباح یسعی
له فی کل ناحیة مجال
یقول مللت انعاما و بهما
وانسانا ارید فهل انال
فقلت قد بحثنا ذا محال
فقال و منیتی ذاک المحال

اسی طرح فارسی میں ہے ۔

دی شیخ با چراغ می گشت گرد شہر
کز دام و دو ملولم وانسانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

شاعر کہہ رہے ہیں کہ میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو ہاتھ میں چراغ لے کر گلیوں میں چکر لگا رہا تھا، کبھی اس گلی میں کبھی اس گلی میں کہہ رہا تھا کہ مجھے کوئی انسان نہیں مل رہا انسان کو تلاش کر رہا ہوں۔ شاعر کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا تو محنت کرنا چھوڑ دے یہ تحقیق ہم تجھ سے پہلے کر چکے ہیں کوئی نہیں ملے گا۔ اس نے کہا کہ ایسی ہی نادر چیز کی تو تلاش میں ہوں۔

صاحبزادی نے کہہ تو دیا کہ زاہد ڈھونڈیں لیکن زاھد ملے کہاں؟ ایک بار ایک مسجد میں کسی مسکین کو نماز پڑھتے دیکھا ان کے خشوع وخضوع سے اندازہ لگا لیا کہ یہ شخص زاہد ہے زاہد کا مطلب ہے وہ شخص جس کے دل میں دنیا کی محبت نہ ہو۔ ایسا آدمی ملنا بہت مشکل ہے۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے بزرگ تھے ولی اللہ تھے اس لئے کچھ اپنی ولایت کی بصیرت سے فراست سے اور کچھ ان کی نماز کی کیفیت سے سمجھ گئے کہ یہ زاہد ہے، وہیں بیٹھ گئے۔ جب زاھد نے سلام پھیرا تو ان سے پوچھا صاحبزادے! آپ کی شادی ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھ جیسے مسکین کو کون لڑکی دیتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی، مشرکین میں سے ایک رئیس گزرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیسا شخص ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یہ بہت بڑا رئیس ہے، کہیں سفارش کرے تو فوراً قبول ہو اور کہیں نکاح کا پیغام بھیجے تو فوراً

قبول ہو جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت جعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایسا مسکین ہے کہ کہیں سفارش کرے تو قبول نہ ہو اور کہیں شادی کا پیغام بھیجے تو اس کی شادی نہ ہو، ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر کچھ بات کرے تو کوئی سننے کو تیار نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پہلا کافر رئیس گزرا ہے اس جیسوں سے ساری دنیا بھر جائے تو تمام کے تمام ملا کر بھی اس ایک مسکین کے برابر نہیں ہو سکتے (متفق علیہ)

یاد رکھئے! قدر و منزلت وہ ہے جو مالک کی نظر میں ہو، منصب و عزت وہ ہے جو وطن آخرت کے لئے مقدر ہو۔

زاہد نے حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے کون لڑکی دے گا؟ انہوں نے فرمایا اگر شاہ شجاع کی لڑکی تجھے مل جائے؟ زاہد حضرت شاہ شجاع کو پہچانتے نہ تھے، بولے ارے میاں! کیا جوتے پڑواؤ گے؟ اتنے بڑے آدمی دین و دنیا دونوں کے لحاظ سے بادشاہ ان کی بیٹی مجھے مل جائے! انہوں نے فرمایا کہ میں ہی ہوں میں خود کہہ رہا رہا ہوں۔ اب دیکھئے اس زاہد کی عقل، اللہ تعالیٰ جس کے دل کو دنیا کی محبت سے پاک کر دیتے ہیں اسے عقل کامل عطاء فرماتے ہیں، زاہد نے کہا: "آپ تو بات کر رہے ہیں اپنے مقام کے مطابق، آپ تو بہت بڑے ولی اللہ ٹھہرے لیکن شادی تو آپ کی لڑکی سے ہوگی کام کیسے چلے گا؟" ہے نا عقل کی بات، آج کل کا کوئی زاہد ہوتا تو کہتا ہاں ہاں جلدی سے نکاح پڑھواؤ۔ حضرت شاہ شجاع فرماتے ہیں کہ میں اسی کے کہنے سے کہہ رہا ہوں، میری لڑکی کا مطالبہ ہے کہ اس کی شادی کسی زاہد سے کریں۔ زاہد نے کہا اچھا دیکھ لیتے ہیں کیسی ہے آپ کی صاحبزادی۔ جیسے میں نے پہلے بتایا کہیں وہی قصہ نہ ہو جائے کہ جب رسا گلے میں ڈال کر کھینچا تو کہے یا اللہ! چھوڑ دے۔ یا اللہ! چھوڑ دے۔ نکاح ہو گیا۔

شاہی محل سے جھونپڑی کی طرف تین آدمیوں کی بارات چلی: ① زاہد ② شاہ شجاع کی صاحبزادی وہ بھی زاہدہ ③ خود شاہ شجاع کل تین آدمی۔ جیسے ہی جھونپڑی میں داخل ہوئے صاحبزادی کی چیخ نکل گئی، چیخ کر کہا: ابا تو نے تو مجھے ڈبو ہی دیا، ابا تو نے تو مجھے ڈبو ہی دیا۔ زاہد نے کہا دیکھ لیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ تو بول رہے تھے اپنے مقام سے، اس نے تو ابھی جھونپڑی دیکھی ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ صاحبزادی بولیں: "زاہد صاحب! کچھ معلوم بھی ہے میری چیخ کیوں نکلی، زاہد صاحب! میرے ابا تو میرے لئے زاہد تلاش کرتے رہے، سامنے جو مٹکا پڑا ہے اس کے اوپر خشک روٹی کا ٹکڑا رکھا ہے جو خشک روٹی کے ٹکڑے بچا بچا کر رکھے وہ زاہد کہاں سے آیا، ابا تو نے تو مجھے ڈبو ہی دیا۔ زاہد کا جواب سنئے۔ زاہد نے کہا بات یہ ہے کہ میرا روزہ ہے، بوقت سحر میں نے جو کھانا کھایا تھا اس میں سے تھوڑا سا ٹکڑا افطار کے لئے بچا کر رکھا ہے۔ صاحبزادی پھر بولیں! اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ تو زاہد کہاں سے آیا جس اللہ نے سحری کھلائی اس اللہ پر اتنا بھی اعتماد نہیں کہ وہ افطار بھی کروائے گا تو زاہد کہاں سے آیا، ابا تو نے تو مجھے ڈبو ہی دیا۔ یہ ہوتی ہیں لڑکیاں، شاہ شجاع جیسے بادشاہ کی صاحبزادی شاہی محل سے نکل کر زاہد کے پاس جھونپڑی میں جا رہی ہے۔

زاہدہ کے قصے پر اشکال کا جواب:

جیسے میں نے ابھی بتایا کہ یہ ضروری نہیں کہ داماد کوئی مسکین سے مسکین ہی تلاش کریں مالدار داماد تلاش کرنا جائز ہے اس مال کو دینی ترقی کا ذریعہ بنائیں لیکن جب کچھ وقت گزر جائے اور ایسا رشتہ نہ ملے تو سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر نہیں پھر جیسا بھی مل جائے بس دین ہو باقی کچھ بھی نہ ہو تو کوئی بات نہیں۔ اس پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی نے تو شرط لگائی کہ زاہد سے شادی کروں گی اور زاہد بھی ایسا کہ صبح جو خشک روٹی کا ٹکڑا بچے وہ بھی گھر میں نہ

رکھے ایسا زاہد چاہئے تو انہوں نے یہ شرط کیوں لگائی وہ بھی تو یہ کہہ سکتی تھیں کہ دین کے ساتھ دنیا بھی ہو دونوں چیزیں ہو جائیں ان کے والد بادشاہ تھے تو بادشاہ کے لئے داماد کوئی بادشاہ نہیں مل سکتا تھا؟ ظاہر ہے کہ مل ہی جاتا مگر انہوں نے شرط لگائی کہ زاہد سے شادی کروں گی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کی دو قسمیں پیدا فرمائی ہیں۔ ایک قسم مقرب بندوں کی وہ ہے کہ جنہیں دنیا کی نعمتیں جتنی زیادہ ملتی ہیں وہ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور اطاعت میں ترقی کرتے ہیں دنیا کی نعمتیں ان کے لئے توجہ الی اللہ اور تقرب میں زیادہ سے زیادہ ترقی کا باعث بنتی ہیں ان لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے ؎

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذت شرب دوام ما

ہم جو دنیوی نعمتیں استعمال کرتے ہیں تو ہم پیالے میں محبوب کا دیدار کرتے ہیں۔ اے بے خبر! تجھے کیا معلوم کہ ہمیں کیسے کیسے مزے آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی معرفت میں محبت میں ترقی ہوتی ہے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے مانگ کر حکومت لی ایسی حکومت جو کبھی قیامت تک کسی کو نہ ملے، یہ کہہ کر اللہ سے پوری دنیا کی حکومت مانگی، ہوا پر بھی پرندوں پر بھی، جنات پر بھی، چیونٹیوں پر بھی غرضیکہ دنیا کی ہر چیز پر، اللہ کے مقربین کی ایک قسم تو یہ ہے دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیوی نعمتیں ان کے قلب میں تشویش پیدا کرتی ہیں، دنیا کے جھنجھٹ توجہ الی اللہ میں خلل ڈالتے ہیں۔ وہ تو یہ کہتے ہیں ؎

میں رہوں اور سامنے بس روئے جاناں رہے

بس میں رہوں اور میرا محبوب رہے کوئی دوسرا ہو ہی نہیں انہیں اس طرح زیادہ

ترقی ہوتی ہے جس کے بارے میں حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

بسودائے جانان زجان مشتغل
بذکر حبیب از جہاں مشتغل

محبوب کا سودا دماغ کو چڑھا ہوا تھا کہ اپنی جان سے بھی غافل ہو گئے ؎

بیاد حق از خلق بگریختہ
چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

محبوب کے ذکر میں ایسے مست کہ پورے جہان سے غافل جسے جان کا پتا نہیں اسے جہان کا کیا پتا ہوگا اللہ کی یاد میں پوری خلق سے بھاگ کر کہیں پہاڑوں میں چھپے ہوئے ہیں، ساقی شراب پلا رہا ہے اور یہ ساقی میں ایسا مست ہے کہ ہاتھ سے پیالہ ہی چھوٹ گیا، چھوٹ گیا یا گرا دیا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہمیں تو ساقی چاہیے ساقی، پلانے والا چاہیے۔ یہ دو قسمیں اللہ نے پیدا فرمادی ہیں دونوں اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں۔

③ نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمہ اللہ تعالیٰ:

مالدار بیوی اور مسکین شوہر سے متعلق تیسرا قصہ: نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مسکین عالم تھے، ریاست بھوپال کی نواب نے ان سے شادی کرلی تو یہ بھی نواب بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بیوی کے ذریعے انہیں نواب بنادیا اور پھر دین کی اتنی بڑی بڑی خدمتیں کیں، ایسی بڑی بڑی تصانیف چھوڑیں کہ پوری دنیا میں ان کا نام ہے اور نہ پہلے کوئی انہیں جانتا بھی نہیں تھا اس کا ذریعہ ان کی بیوی بنیں۔

④ مولانا کمانڈر جلال الدین حقانی:

امارات میں کسی خاتون نے مولانا کمانڈر جلال الدین حقانی سے شادی کی

درخواست کی مولانا نے فرمایا کہ میں جہاد میں اس طرح لگا ہوا ہوں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی میری زندگی کا بھروسا نہیں اس کے باوجود اس خاتون نے اصرار کیا اور کہا کہ کچھ بھی ہو جائے بہر حال میں تیار ہوں اس کے بعد مولانا نے اس رشتے کو قبول کر لیا تو وہ جہیز میں بہت زیادہ اموال لائیں جنہیں کمانڈر نے جہاد میں لگا دیا۔

عجیب حکمت:

پھر بتادوں کہ جن عورتوں کے گھروں میں جہیز جمع ہے اور رشتے انہیں ملتے نہیں وہ مساکین علماء سے شادی کرلیں دیکھئے ان کا بھی کام ہو جائے گا ان کا بھی۔ دنیا کے کام کرنے میں تو آج کا مسلمان بہت ہوشیار ہے وہی عقل یہاں کیوں استعمال نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق دو قسم کی پیدا فرمائی ہے۔ ایک وہ جنہیں دولت تو دے دی مگر وہ کمانے کے تجارت کے طریقے جانتے نہیں یا انہیں فرصت نہیں یا نیک و صالح خواتین ہیں کہ وہ دنیا کے دھندوں میں پڑنا اپنے لئے جائز نہیں سمجھتیں لیکن مال ان کے پاس بہت ہے۔ دوسری قسم کی مخلوق وہ ہے جو کمانے کے تو ماہر ہیں مگر مال نہیں کمانے کے لئے دونوں چیزیں چاہئیں مال بھی ہو اور کمانے کے صلاحیت بھی۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کیا عجیب حکمت ہے کہ جوڑ پیدا کرنے کے لئے کسی کو مال دے دیا تجارت کے سلیقے نہیں دیئے اور کسی کو سلیقہ دے دیا مگر مال نہیں یوں اللہ تعالیٰ ان کا جوڑ بنا دیتے ہیں ایک بن جاتا ہے سرمایہ کار دوسرا بن جاتا ہے محنت کار، جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس میں دونوں کا فائدہ ہوتا ہے دنیا کی تجارتیں ایسے چلاتے ہیں آخرت کی تجارت ایسے کیوں نہیں چلاتے؟ مالدار لوگ اپنی بچیاں یا وہ عورتیں جو خود مختار ہیں یا ان کے اولیاء اپنی لڑکیاں علماء اور صالح مساکین کو دیں، پیسا ان کا ہوگا اور دینی کام وہ کریں گے، مالدار خواتین بہت سے دینی کام خود نہیں کرسکتیں جہاد میں خود نہیں جاسکتیں، علم دین نہیں پڑھا سکتیں، جامعات نہیں چلا سکتیں اور جن علماء سے شادی کریں گی وہ مساکین

ہوں گے دین کے کاموں کے لئے انہیں پیسے کی ضرورت ہے جب یہ ان کی مالی امداد کریں گی تو یہ بن گئیں سرمایہ کار اور شوہر بن گئے محنت کار پھر جب دونوں مل کر کام کریں گے تو آخرت کی تجارت خوب خوب چلے گی۔ دنیا کی تجارت کی دلوں میں اہمیت ہے اس میں تو یہ تدبیریں لگاتے ہیں مگر آخرت کی تجارت کی دلوں میں اہمیت نہیں اس لئے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ آخر میں خلاصہ ایک بار پھر سن لیجئے۔ خبر یہ ملی کہ ویسے تو دو ہی جوڑے ہیں مگر جہیز کے لئے الگ سے بھی رکھے ہیں صندوقوں کے صندوق بھر کر رکھے ہوئے ہیں ایسے لوگوں کو بتا رہا ہوں کہ وہ یہ کپڑے نکالیں جہاد میں بھیج دیں صرف تین جوڑے رکھیں۔ کوئی زاہد داماد تلاش کریں اور اسے بوقت ضرورت دو تین جوڑے بنا کر دیتے رہیں۔ جو لوگ پہلے سے کپڑے جمع کر کے رکھتے ہیں وہ یہ بھی تو نہیں سوچتے ان لوگوں میں اتنی بھی تو عقل نہیں کہ ڈیزائن تو روز بروز بدلتے رہتے ہیں اور آپ کے پاس جو پہلے کا رکھا ہوگا وہ ڈیزائن تو پرانا ہو جائے گا کیا فائدہ جمع کرنے کا۔ مسکین داماد تلاش کریں جب مل جائے تو اس سے پوچھ لیں کہ تین جوڑے دینے کی مالی صلاحیت ہے یا نہیں اگر اس کے پاس صلاحیت ہے تو آپ ایک جوڑا بھی نہ دیں، بیوی کے مصارف تو سارے کے سارے اس کے ذمہ ہیں آپ ایک جوڑا بھی نہ دیں، داماد خود ہی لا کر دے بلکہ رخصتی سے پہلے ہی ایک جوڑا اپنے سسرال یعنی لڑکی کے میکے میں دے جائے کہ آج سے یہ میری بیوی ہے اس لئے ابھی سے میرا جوڑا پہن لے آپ لوگ اپنے جوڑے اپنے ہی پاس رکھیں۔

کرچھلی چلانے کی وجہ:

ایک بات تو سوچئے کہ عورتیں جو کرچھلی چلاتی ہیں تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ گھوڑا نیچے کی بجائے اوپر کیوں چڑھ جاتا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ شروع ہی سے داماد بے غیرت ملتا ہے ایسا بے غیرت کہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ کما

کر کھلانے کے قابل نہیں اپنی سسرال سے کہتا ہے کہ لڑکی بھی دو اور لڑکی کو کھلانے، پلانے اور پہنانے کے لئے سامان بھی دو میں اس قابل نہیں اللہ کے لئے مجھ پر رحم کرو، اللہ کے لئے اپنی لڑکی کو کھلاؤ پلاؤ۔ کچھ بات سمجھ میں آرہی ہے۔ آخر میں اعلان سن لیجئے: جو بھی جہیز قبول کرے گا، جو بھی قبول کرے گا، جو بھی قبول کرے گا وہ اعلان کر رہا ہے سسرال کو اپنی بیوی کو بتا رہا ہے کہ میں ایسا نادار ہوں مفلس ہوں، ایسا بھکاری ہوں، ایسا فقیر ہوں یا ایسا نالائق اور ایسا بے غیرت ہوں کہ بیوی کو ایک جوڑا بھی نہیں پہنا سکتا، بیوی کے لئے ایک بستر بنانے کے بھی قابل نہیں بیوی کو چارپائی دینے کے قابل نہیں، اللہ! اللہ! میری مدد کرو۔ مجھ پر رحم کھاؤ۔ سوچئے عقل سے سوچئے یہیں بیٹھے بیٹھے سوچئے ایسا داماد یہی کہہ رہا ہے یا نہیں، یہی اس کا مطلب ہے یا نہیں؟ اگر واقعۃً یہی مطلب ہے تو ایسا داماد بیوی سے بھیک مانگ رہا ہے یا نہیں اور وہ بیوی اس کے گھر جا کر کر چھلی چلائے گی یا نہیں ارے نالائق! تو تو میرا محتاج ہے۔ چارپائی تجھے میں نے دی ہے لباس بھی تجھے میں نے دیا ہے صرف اپنا ہی نہیں بلکہ تیرا بھی، تیری اماں کا بھی، تیرے ابا کا بھی میں نے ہی تو لا کر دیا ہے۔ آج کل کے داماد ایسے بے غیرت ہیں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ بیوی کا لباس خود دیتے لیکن یہ ایسے بے غیرت ہیں کہ بیوی اپنا لباس بھی لائے، شوہر کی اماں کا بھی لائے، شوہر کے ابا کا بھی لائے اور شوہر کے بھائی بہن وغیرہ ہیں تو ان کا بھی لائے سب کے لئے جا کر وہ لائے جو مرد اتنا بھکاری اتنا مفلس ہو کہ بیوی کا خرچ بھی نہیں اٹھا سکتا بلکہ والدین کا خرچ بھی بیوی سے وصول کرتا ہے اس کے لئے تو شادی کرنا ہی جائز نہیں اور اگر قادر ہونے کے باوجود بھیک مانگتا ہے تو اس کے لئے مانگنا جائز نہیں اور اسے دینا جائز نہیں۔ جو شخص ایک دن کے کھانے کی قدرت رکھتا ہو یعنی کھانا موجود ہو یا کما سکتا ہو اس کے لئے مانگنا بھی حرام اور اسے دینا بھی حرام ہے۔ مجھے معلوم ہے آپ لوگ اس پر عمل تو نہیں کریں گے لیکن شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسا وقت لے آئیں جب کسی کو عمل کی توفیق بھی مل جائے نہیں بھی کریں گے تو مسئلے کی

بات تو سمجھ میں آگئی کہ داماد اگر ایک وقت کا کھانا رکھتا ہے تو اس کے لئے مانگنا بھی حرام ہے اور اگر سسرال والے اسے کچھ دیتے ہیں تو ان کے لئے دینا بھی حرام ہے۔ یا اللہ! تو یہ مسئلہ بتانے پڑھنے والوں کو ایک ہزار رکعت پڑھنے سے زیادہ ثواب تو دے ہی دے حالانکہ انہوں نے پوچھا تو نہیں لیکن یا اللہ! اپنی رحمت سے بغیر پوچھے ہی انہیں دے دے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی ایک مسئلہ پوچھے گا اسے ایک ہزار رکعت نوافل پڑھنے سے زیادہ ثواب اللہ تعالیٰ دیں گے میں دعاء کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو یہ ثواب عطاء فرمادیں اور میں تو بتا رہا ہوں اس پر تو یا اللہ! تو کتنی ہزار رکعتوں کا ثواب دے گا کچھ نہ پوچھئے یا اللہ! تو اپنی رحمت کے ہاتھ برسا دے۔ یہاں سے جانے کے بعد یہ مسئلہ سننے کے بعد آپس میں کچھ تذکرہ بھی کیا کریں۔

عالم پر افتراء اللہ و رسول پر افتراء:

کسی نے میری طرف یہ غلط بات منسوب کردی کہ میں نے انہیں جہیز لینے دینے کی اجازت دی ہے۔ اس نالائق کی یہ بات سن کر مجھے بہت افسوس ہوا، بہت افسوس، بہت افسوس، ایسی بات جو میں عام وعظ میں کہتا ہوں عام کتابوں میں لکھتا ہوں اس کے خلاف کسی سے کیسے کہہ دوں گا؟ کیا مجھے ایسا خائن اور ایسا بے دین سمجھتے ہیں کہ عام وعظ تو کچھ کرتا رہوں، کتابوں میں کچھ لکھتا رہوں اور کوئی اگر پوچھے تو اسے اس مسئلے کے خلاف کچھ اور بتا دوں؟ جس نالائق کے کہنے کے مطابق میں نے اسے اجازت دے دی کیا وہ اللہ کا بیٹا ہے؟ جیسے سرگودھا میں ہونے والے وعظ کا قصہ بتاتا رہتا ہوں، تصویر کی حرمت پر بیان ہو رہا تھا کسی نے پرچہ لکھ کر دیا کہ یہ سیاسی مولوی کیوں تصویریں کھنچواتے ہیں؟ میں نے جواب میں کہا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بتاتا ہوں رہی یہ بات کہ بعض مولوی تصویر کیوں کھنچواتے ہیں تو وہ ان کا عمل ہے مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں انہی سے پوچھیں اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی کہہ دیا

کہ ہوسکتا ہے وہ خود کو اللہ کے بیٹے سمجھتے ہوں، یہود کہتے تھے:

﴿نحن ابنؤا اللہ واحباوہ﴾ (۵-۱۸)

ہم اللہ کے بیٹے ہیں اللہ کے محبوب ہیں۔ شاید جس نالائق نے ایسے کہہ دیا کہ ہم نے پوچھا تھا ہمیں اجازت دے دی ہے یہ بھی خود کو اللہ کا بیٹا اور اللہ کا محبوب ہی سمجھتا ہوگا۔

اس سے میرے بارے میں یہ بدگمانی تو ہوسکتی ہے نا کہ دوسرے لوگوں کو کچھ بتاتا ہے اور کسی ایک کو اس کے خلاف بتا دیا، اس لئے سب کو تاکید کرتا ہوں کہ اولاً تو میرے بارے میں کوئی بات بھی کسی معتبر سے معتبر شخص سے بھی سننے میں آئے اور وہ خود کو میرا مرید ظاہر کرتا ہو بہت مقرب مرید بتاتا ہو مگر وہ بات ایسی ہو جو نئی سننے میں آئے تو اس پر ہرگز اعتماد نہ کریں جب تک کہ مجھ سے تصدیق نہ کروالیں پھر خاص طور پر ایسی بات جو عام کیسٹوں میں بھری ہوئی ہے، کتابوں میں چھپی ہوئی ہے، عام مجمع میں کہتا رہتا ہوں اس کے خلاف اگر کوئی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا تو ایسے کہہ دیا۔ اس سے پوچھیں کہ تجھے کیسے کہہ دیا آخر تیری خصوصیت کیا ہے؟ اسے کان سے پکڑیں اور کہیں کہ لکھوا کر دو۔ اس کا پتا وغیرہ بھی پورا پوچھ لیں اور مجھے بتائیں کہ فلاں نے ایسے ایسے کہا ہے تو میں اس کذاب مفتری کی خبر لوں گا کہ مجھ پر اتنا بڑا بہتان کیوں لگایا، ایسا کھلا افتراء کیوں گھڑا؟

عالم اپنی جیب سے مسائل نہیں نکالتا:

جو شخص کسی عالم پر بہتان لگاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے خیال میں علماء مسائل اپنی جیب سے نکالتے ہیں کسی کو کچھ بتا دیا اور کسی کو کچھ یہ خیال سراسر غلط ہے علماء اپنی جیب سے مسائل نہیں نکالتے وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ اللہ کی باتیں ہوتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہوتی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا انہوں نے بتادیا تو پوچھنے والا کہتا ہے کہ یہ جو آپ بتا رہے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ کیا ابو ہریرہ کی جیب سے ہے؟ مطلب یہ کہ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے جو تجھے بتایا ہے وہ میری جیب سے نکلا ہے ارے جو کچھ کہتا ہوں اوپر ہی سے تو کہہ رہا ہوں۔ اس طریقے سے اسے ڈانٹا۔ علماء جو کچھ بتاتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں بتاتے ہیں اپنی جیب سے نکال نکال کر لوگوں کو نہیں پکڑاتے رہتے۔ جو شخص کسی عالم پر افتراء باندھتا ہے کہ اس نے یہ کہا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء باندھ رہا ہے، عالم وہ بات کہے گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی جب کسی نے بہتان باندھا کہ فلاں عالم نے یہ بات کہی ہے تو اس کا مطلب کیا ہوا کہ اللہ نے یہ بات کہی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار﴾

(مقدمہ صحیح مسلم)

جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے، جہنم میں گھسے سخت وعید ہے۔

کڑوی گولی:

میرے اس وعظ کو دوسروں تک بھی زیادہ سے زیادہ پہنچائیں، ہے تو بہت مشکل بہت، عمل کرنا تو بڑی بات ہے اس وعظ کا سننا ہی بہت مشکل ہے، بہت مشکل، کڑوی گولی نگلنا بہت مشکل ہے مگر ہمت کر کے نگل جایا کریں پہلی بار تو یہ گولی بہت کڑوی لگے گی پھر دوسری بار کم کڑوی لگے گی اور تیسری بار میں تو تلخی بالکل محسوس ہی نہیں ہوگی، چوتھی بار میں حلاوت محسوس ہوگی پھر ہر بار حلاوت بڑھتی جائے گی اور عمل کی قوت پیدا

ہوتی جائے گی، یہ دستور ہے کر کے دیکھیں تجربہ تو کریں کڑوی گولی ہی کھاتے جائیں کھاتے جائیں بالآخر وہ میٹھی ہو جائے گی عمل کرنا آسان ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائیں۔

کڑوی روٹی:

ایک بات سننے میں آئی ہے کہ میت پر لوگ جو کھانا کھلاتے ہیں اس کا نام رکھا ہوا ہے "کڑوی روٹی" عجیب بات ہے کھاتے بھی جاتے ہیں اور نام رکھا ہے کڑوی روٹی، کڑوی روٹی کھا رہے ہیں۔ آج کے مسلمان کی حماقت پر کتنا تعجب کریں؟ ارے کڑوی ہے تو کھاتے کیوں ہو؟ ذرا غور کریں کہ شیطان کو خوش کرنے کے لئے تو کڑوی روٹی بھی کھا لیتے ہیں، وہ تو شیطان کا مذہب ہے اس موقع پر کھانا کھلانا رحمن نے تو حرام قرار دیا ہے، شیطان کو خوش کرنے کے لئے اس کے بندے کڑوی روٹی کھا رہے ہیں تو رحمن کے بندے یہ کڑوی گولی کیوں نہیں نگل سکتے جو میں نے ابھی بتائی؟ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کو رحمن کے مقابلے میں شیطان سے زیادہ محبت ہے: رحمن کو راضی کرنے کی بجائے شیطان کو راضی کرنے کی فکر زیادہ ہے، آخرت بنانے کی فکر نہیں اس لئے میت کی کڑوی روٹی کو کڑوی کہہ کر بھی مزے سے کھا رہے ہیں اور جس چیز سے آخرت بنتی ہو، اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہوں شیطان ناراض ہوتا ہو وہ بات کتنی ہی آسان ہو، کتنی ہی آسان تو بھی سمجھتے ہیں کہ بہت مشکل ہے۔ اس گولی کا نگلنا اس کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے نگلی نہیں جاتی حالانکہ اللہ تعالیٰ کے احکام تو بہت آسان ہیں اگر مشکل ہوتے تو بھی اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنی دنیا و آخرت بنانے کے لئے مشکل احکام پر عمل بھی ضروری ہے مگر اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ان کے احکام بہت آسان ہیں، فرمایا:

﴿یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾ (۲-۱۸۵)

"اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور

تمہارے ساتھ (احکام وقوانین مقرر کرنے میں) دشواری منظور نہیں۔"

اور فرمایا:

﴿وما جعل علیکم فی الدین من حرج﴾ (۲۲-۷۸)

"اور (اس نے) تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔"

اور فرمایا:

﴿یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا۝﴾

(۴-۲۸)

"اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"

اللہ چاہتا ہے کہ آسان آسان احکام دے کر تمہاری دنیا بھی سدھار دے اور آخرت بھی، ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ہم نے انسان کو ضعیف پیدا کیا ہے، پیدا کردیا ضعیف اور احکام دے دے مشکل یہ تو ظلم ہے اور اللہ ظالم نہیں وہ تو بہت مہربان ہے نہایت مہربان، اس لئے اس نے بندوں کے ضعف کے مطابق احکام بھی آسان آسان دیئے ہیں ورنہ دوسری جگہ پر یہ فرمایا:

﴿ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا قلیل منھم ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم و اشد تثبیتا۝ واذا لا تینھم من لدنا اجرا عظیما۝ ولھدینھم صراطا مستقیما۝﴾ (۴-۶۶تا۶۸)

"اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات فرض کردیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگوں کے اس حکم کو کوئی بھی

نہ بجالاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ انہیں نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا اور اس حالت میں ہم انہیں خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم انہیں سیدھا رستہ بتادیتے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿الدین یسر﴾ (بخاری)

اور فرمایا:

﴿سمحۃ﴾ (بخاری)

"شریعت بہت آسان ہے۔"

دین بہت آسان ہے اللہ کے احکام آسان ہونے کے باوجود آج کے مسلمان کو مشکل لگتے ہیں اور شیطان کے احکام مشکل ہونے کے باوجود آسان لگتے ہیں، جیسے کہتا رہتا ہوں کہ شیطان چپتیں بھی مارتا ہے بلکہ ٹھڈے بھی مارتا ہے تو یہ اس پر خوش ہوتا رہتا ہے اور رحمن مٹھائیاں کھلائے آسانیاں دے تو اس پر یہ خوش نہیں ہوتا، کہتا ہے بہت مشکل ہے بہت مشکل، اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ سے محبت پیدا نہیں ہوگی اس وقت تک اللہ کے احکام پر عمل کرنا مشکل ہی لگے گا، اللہ سے محبت پیدا کریں۔ شیطان سے محبت زیادہ ہے اللہ سے محبت کم ہے جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے انسان اسی کی بات مانتا ہے۔ محبت پیدا کرنے کا ایک نسخہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے:

﴿ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لایت لاولی الالباب ○ الذین یذکرون اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت

هذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار ﴿ (۳ - ۱۹۰، ۱۹۱)

یہ آیات انک لا تخلف المیعاد ﴿ تک صبح کو بیدار ہونے کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھا کریں اور ان کا مطلب دل و دماغ میں اتارنے کی کوشش کیا کریں، یہ معمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ان آیات میں بتائے گئے نسخے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر و فکر بہت زیادہ کیا کریں کھڑے، بیٹھے لیٹے ہوئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھا کریں چھوڑیں نہیں اور فکر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، ان کے کمالات، احسانات اور قدرت قاہرہ میں زیادہ سے زیادہ غور و فکر کریں تفکر کیا کریں، ذکر سے فکر میں ترقی ہوتی ہے اور دونوں چیزیں مل کر محبت کو بڑھاتی ہیں محبت بڑھے گی تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی توفیق ہوگی نافرمانیاں چھوڑنے کی ہمت ہو جائے گی ساتھ ساتھ یہ دعاء بھی کر لیا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی اتنی محبت عطاء فرما دیں کہ چھوٹی سے چھوٹی نافرمانی کے تصور سے بھی شرم آنے لگے اتنی محبت پیدا ہو جائے کہ ہر حکم نہ صرف آسان لگنے لگے بلکہ احکام پر عمل میں مزا آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نسخہ کو استعمال کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں اسے موثر بنائیں۔

وصل اللّٰهم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد

وعلی اٰله وصحبه اجمعین

والحمد للّٰه رب العلمین

ضمیمہ

ایک سبق آموز شادی:

آج کا ایک نکاح ہے بہت نرالی قسم کا، خیال یہ تھا کہ پہلے نکاح کروا دوں وجہ تخصیص کی تفصیل بعد میں بتاؤں گا لیکن پھر خیال ہوا کہ نکاح سے پہلے ہی بتا دوں۔ وجہ تخصیص کیا کہ سب حضرات کو معلوم ہی ہے کہ جمعہ دن بیان کے وقت میں یعنی عصر کے بعد یہاں کوئی نکاح نہیں ہوتا، یہ قانون کئی سالوں سے بنایا ہوا ہے مگر آج ایک نکاح کی اجازت دے دی اور میں خود نکاح پڑھاؤں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ایک قانون تو یہ ہے دوسرا قانون یہ کہ دوسرے اوقات میں یا دوسرے دنوں میں بھی یہاں دارالافتاء میں صرف اس شخص کا نکاح کیا جا سکتا ہے جو یہاں استاذ یا طالب علم یا حارس ہو دوسروں کا نکاح یہاں نہیں پڑھایا جاتا ان کے لئے دعاء کرتے ہیں کہ جہاں بھی نکاح ہو اللہ تعالیٰ ان کے نکاح میں برکت عطاء فرمائیں، مگر اب جو نکاح کرنے کا ارادہ ہے اس میں صرف یہ خصوصیت نہیں کہ دارالافتاء میں نکاح کرایا جا رہا ہے بلکہ ساتھ بڑی بات یہ بھی کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد جو عام بیان کا وقت ہے اس وقت میں کرایا جا رہا ہے یہ دارالافتاء کے قاعدے کے خلاف ہے، وجہ تخصیص کیا ہے اس قصے کو عام حالات سے مستثنیٰ کیوں کر دیا گیا، اتنی بڑی رعایت کیوں کر دی گئی، اتنی بات تو ہے ہی کہ دولہا میاں اس سال دارالافتاء سے پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں اس طرح دارالافتاء میں ان کا نکاح پڑھانے کی گنجائش مل گئی جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ دارالافتاء کا کوئی استاذ ہو یا طالب علم ہو یا حارس ہو ایسا کوئی تعلق ہو تو اس کا نکاح دارالافتاء میں پڑھایا جاتا ہے۔ رہی دوسری بات کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد عمومی بیان کے وقت میں کوئی نکاح پڑھایا

جائے یہ تو قطعاً بالکل مکمل طور پر سو فیصد خلاف قاعدہ ہے پھر یہ کیوں ہوا؟ اس میں خصوصیت دوسری جانب کی ہے ایک خصوصیت تو بتا دی دولہا کی دوسری خصوصیت ہے دلہن والوں کی وہ یہ کہ کل منگنی ہوئی اور آج نکاح ہو رہا ہے دنیا میں کبھی ایسا قصہ ہوا؟ گزشتہ کل منگنی ہوئی ہے اور آج شادی۔

چند روز پہلے کی بات ہے فون پر کسی نے مسئلہ پوچھا تو میں اسے سمجھا رہا تھا کہ منگنی اور شادی کے درمیان زیادہ زمانہ نہیں گزرنا چاہئے منگنی کے بعد ایک ہفتے کے اندر اندر شادی ہو جائے اور شادی ہوتے ہی فوراً رخصتی بھی ہو جائے، جب میں انہیں یہ مسئلہ بتا رہا تھا تو سو فیصد یقین تھا کہ اس بات پر کوئی ایک شخص بھی عمل نہیں کرے گا اس کے باوجود میں مطمئن تھا کہ مجھے تو ثواب مل ہی گیا اللہ تعالیٰ کا قانون بتانے والے کو ثواب بہر حال مل جاتا ہے خواہ کوئی مسئلہ پر عمل کرے یا نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ مجھے یہ مسئلہ بتائے ہوئے ابھی ہفتہ عشرہ ہی گزرا ہے اور مجھے یقین تھا کہ دنیا میں کہیں بھی کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا، ایسا کوئی اللہ کا بندہ ابھی دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد شاید کوئی پیدا ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کا کرنا دیکھئے کہ یہیں ہو گیا اپنے ہی شاگردوں میں، اپنے ہی سلسلے کے مولانا صاحب اپنے ہی سلسلے کی خاتون۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جو اتنا بڑا کام لے لیا یہ ان کی اہلیہ کی طرف سے ہے ورنہ مولانا صاحب کے بس کی بات نہیں تھی اگر یہ کہتے کہ شادی ابھی کرنی ہے اور لڑکی والے کہتے کہ نہیں ابھی چار پانچ مہینے انتظار کریں تو عام دستور کے مطابق کچھ بعید نہ تھا۔ مگر معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک بار بھی انکار نہیں کیا کتنی بڑی خصوصیت ہے اللہ تعالیٰ سب کو ان کے اتباع کی توفیق عطاء فرمائیں۔

منگنی کے بعد تاخیر کرنے میں شرعاً و عقلاً کیا کیا خرابیاں ہیں ان کی تفصیل نہیں بتاتا بتانے کی ضرورت بھی نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کے دماغ میں عقل رکھی ہے اور کسی کے دل میں فکر آخرت رکھی ہے تو اسے سمجھانے کی ضرورت نہیں مسئلہ بہت واضح ہے

خود ہی سمجھ جائے گا اور اگر دماغ عقل سے خالی ہے اور دل فکر آخرت سے خالی تو میں کتنا ہی بتاتا رہوں کوئی بھی فائدہ نہیں۔

دولہا صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ میں لڑکی دکھانے کے لئے اپنی امی کو صادق آباد سے بلالوں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر یہاں دیکھنے دکھانے پر اطمینان ہو گیا ہے تو انہیں وہاں سے کیوں بلاتے ہیں مقصد تو اطمینان ہے تکلفات میں کیوں پڑتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ مان گئے والدین کو نہیں بلایا۔ پھر انہوں نے یہ پوچھا کہ نکاح کے موقع پر والدین کو بلاؤں یا نکاح کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر والدین کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں؟ میں نے کہا کہ یہ بھی میرے نظریئے کے خلاف ہے کہ والدین آپ کی شادی کے لئے صادق آباد سے کراچی پہنچیں تو انہوں نے شادی کے موقع پر بھی والدین کو نہیں بلایا۔

لڑکی والوں کی ایک خوبی یہ کہ جہیز کے بارے میں میں ہدایت کرتا رہتا ہوں کہ جہیز کا لین دین مت کیا کریں، ان لوگوں نے بھی یہ بات سنی ہو گی اس لئے انہوں نے کل بذریعہ فون دریافت کروایا کہ اگر اجازت ہو تو ہم دلہن کے لئے دو تین جوڑے گھر میں ہی سی کر تیار کرلیں، اس کے علاوہ کانوں کا ہلکا سا زیور اگر اجازت ہو تو دے دیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے اس کی اجازت ہے۔ زیور کی بات جب شروع ہی ہو گئی تو چلئے ایک لطیفہ سن لیجئے۔ عرب میں عورتیں ناک میں زیور نہیں پہنتیں ناک میں سوراخ نہیں کرواتیں۔ بہت پہلے کی بات ہے کہ مکہ مکرمہ کے بازار میں ایک دوکاندار مجھ سے کہنے لگا کہ جو اونٹ بہت زیادہ شریر ہوتا ہے ہم اس کی ناک میں نکیل ڈالتے ہیں، یہاں تو سب اونٹوں کی ناک میں ڈالتے ہیں وہاں ایسے نہیں جو بہت زیادہ شریر ہوتا ہے اس کی ناک میں نکیل ڈال دیتے ہیں دوسروں کو ایسے ہی دم سے پکڑا وہ بیٹھ گیا، اس عرب دوکاندار نے کہا کہ ہندی لوگ (چونکہ میں جب پہلی بار حج کے لئے گیا تو پاکستان بنے ہوئے ایک سال ہوا تھا اس لئے وہ پاکستانیوں کو بھی "ہندی" ہی کہا کرتے تھے) کہنے

لگے کہ آپ ہندی لوگ عورتوں کی ناک میں نکیل کیوں ڈالتے ہیں؟ میں نے ان سے کہا کہ بات یہ ہے کہ جیسے آپ لوگ شریر اونٹ کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے تابع کرتے ہیں ایسے ہی ہندوستان میں عورتوں کی ناک میں نکیل ڈالتے ہیں تاکہ شوہر کے تابع رہیں، اسی طرح وہ تابع رہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ڈولی آئی ہے کھٹولی نکلے گی، طلاق کو بہت برا سمجھتے ہیں اور آپ لوگوں کے ہاں قصہ یہ ہے کہ ادھر شادی ادھر طلاق، جیسے انہوں نے مزاحاً بات کہہ دی ایسے ہی میں نے بھی دل لگی کا جواب دل لگی سے دیا میں نے کہا کہ اپنی عورتوں کو نکیل ڈالو سیدھی ہو جائیں گی۔

میں دلہن والوں کے بارے میں بتا رہا تھا کہ جہیز کے بارے میں ان لوگوں پر اس قدر اثر ہوا کہ دو تین جوڑے اور کان کا ہلکا سا زیور بنانے کے بارے میں مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اتنا سا جہیز بھی دیں یا نہ دیں، یہ صلاحیت کی بات ہے۔

دعوے آسان عمل مشکل:

تعلق کا دعوی تو بہت آسان ہے عمل مشکل ہے، دعوے تو لوگ بہت کرتے ہیں کہ ہمارا فلاں سے تعلق ہے فلاں سے تعلق ہے، یہ چھوٹے چھوٹے تعلق تو کیا اللہ سے تعلق کے دعوے کرتے ہیں مگر اللہ کے بندے بننے کو تیار نہیں، بہت بڑے بڑے دین کے دعویدار ان کے حالات میں نے دیکھ لئے سن لئے کہ اگر ان سے کہا جائے کہ جہیز کا لین دین مت کریں اس کی بجائے جہاد میں مال لگائیں تو وہ کہتے ہیں بہت اچھا جہیز کا انتظام نہیں کریں گے پھر کرتے یہ ہیں کہ شادی کے موقع پر نہیں دیتے بعد میں ٹرکوں کے ٹرک بھر بھر کر دے دیتے ہیں، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بھی فریب دیتے ہیں اور ساتھ شیخ کو بھی فریب دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے دیکھ لیجئے ہم نے آپ کی بات مان لی شادی کے موقع پر جہیز نہیں دیا پھر ہفتے عشرے کے بعد سارے قصے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو شادی کے موقع پر ساس سے روپوں کی تھیلیاں

وصول نہیں کرتے پھر دوسرے دن بہت موٹی موٹی ہزاروں ہزاروں کی تھیلیاں لے لیتے ہیں، یہ سارے دھندے یہاں چل رہے ہیں مگر ان لوگوں کے حالات دیکھئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کہ دو تین جوڑے اور کانوں کا ہلکا سا زیور بھی مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اجازت ہو تو ہم دیں گے ورنہ نہیں۔

لڑکی والوں کی طرف سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ ان کے ہاں صرف ایسے رشتے آرہے ہیں جو جہاد کے خلاف ہیں اور کوئی رشتہ آہی نہیں رہا، والدین کو فکر ہوتی ہے کہ بچی کہیں بیٹھی نہ رہ جائے پھر کیا ہوگا؟ بہت دور دور کی سوچتے ہیں کہ چلئے مسلمان تو ہے ہی کر دیتے ہیں والدین کو ایسے خیالات آتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس بارے میں بھی مجھ سے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے انہیں جو جواب دیا وہ آپ لوگ بھی یاد رکھیں آگے دوسروں تک بھی پہنچائیں، میں نے ان سے کہا کہ جو شخص بھی مسلح جہاد کا منکر ہوگا، جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اسلام میں مسلح جہاد کا کوئی ثبوت ہے ہی نہیں وہ تو کافر ہے، کافر سے کسی مسلمان عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر پہلے سے نکاح کیا ہوا ہے تو اس کا ایمان جاتا رہا اور نکاح ٹوٹ گیا اس کی بیوی کو اس سے آزاد کرایا جائے گا۔ منکر کے یہ معنی یاد رکھیں کہ مسلح جہاد کا منکر، ساتھ مسلح کہنا بھی ضروری ہے اس لئے کہ آج کل کوئی جو بھی کام کر رہا ہو کہتا ہے کہ میں جہاد ہی تو کر رہا ہوں، اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ مسلح جہاد کا منکر ہو یعنی اس کا یہ عقیدہ ہو کہ اسلام میں سرے سے مسلح جہاد ہے ہی نہیں ایسا شخص قرآن مجید کا صریح باغی، نصوص قطعیہ کا صراحۃً مخالف اور منکر ہے اس لئے اس کے کفر میں کوئی بھی شک و شبہہ نہیں اور اگر منکر تو نہیں مگر مسلح جہاد میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں لیتا وہ فاسق ہے، فاسق اس لئے ہے کہ اس وقت جہاد فرض عین ہے۔ فرض عین کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شخص محاذ پر جائے ایسے تو نہیں ہو سکتا کہ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سارے ہی محاذ پر پہنچیں، فرض عین کا یہ مطلب نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جہاں بھی جتنی بھی کوشش کر سکتا ہو کرے مثلاً محاذ پر جا

سکتا ہو وہاں جائے، اپنے شہر میں رہ کر دوسرے افراد کو تیار کر سکتا ہے یا اموال جمع کر سکتا ہے لوگوں کو ترغیب دے سکتا ہے تو وہ کرے، کم سے کم اتنا تو ہر شخص کو کرنا چاہئے کہ مجاہدین کے لئے دعاء کرتا رہے، سب کا حاصل یہ ہے کہ دل میں یہ جذبہ ہو کہ اللہ تعالیٰ مسلح جہاد کے ذریعے پوری دنیا پر اسلام کی حکومت قائم فرمادیں، جس کے دل میں یہ جذبہ بھی نہیں وہ فاسق ہے بہت سخت مجرم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿من مات ولم یغز ولم یحدث به نفسه مات علی شعبة من نفاق﴾ (رواہ مسلم)

"جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ ہی اس بارے میں کبھی کچھ سوچا وہ نفاق کے شعبہ پر مرا۔"

جب ان لوگوں نے مجھے یہ بات بتائی کہ ہمارے یہاں جو رشتہ بھی آتا ہے وہ ایسی لوگوں میں سے ہوتا ہے جو مسلح جہاد کے منکر ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ صاف صاف دوٹوک بات کریں اور ان سے عقیدہ پوچھنے کی بجائے اپنا عقیدہ بتادیا کریں یہ بھی تبلیغ کی ایک صورت ہے اس لئے اپنا عقیدہ پہلے بتادیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو مسلح جہاد کا اس معنی سے منکر ہو کہ اسلام میں اس کا ثبوت ہے ہی نہیں وہ کافر ہے اور جو منکر تو نہیں مگر اس کے دل میں کبھی جہاد کا خیال تک بھی نہیں آتا وہ فاسق ہے ہم کسی کافر یا فاسق سے رشتہ نہیں جوڑ سکتے، یہ صاف صاف بتادیں۔ دیکھئے جب انسان اللہ کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیسے کیسے راستے کھول دیتے ہیں:

﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا﴾ (۲۹-۶۹)

جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان پر اپنے راستے کھول دیتے ہیں۔

جب میں نے انہیں یہ بات بتائی تو فوراً اسی دن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے کیسا صالح

عالم ان کے لئے مقدر فرمادیا۔

ایک قصہ اس سے پہلے ایسا گزرا ہے: ایک لڑکی کی منگنی ایک گمراہ پیر کے مرید سے ہوگئی شادی بالکل تیار تھی اتنے میں علماء نے فتویٰ دے دیا کہ یہ پیر گمراہ ہے اس لڑکی کو جب پتا چلا تو اس نے وہاں شادی کرنے سے انکار کردیا، اس کے گھر والے بہت سخت ناراض ہوئے۔ اس لڑکی کے والد نے غصے میں آکر بیٹی سے کہا کہ اگر تو نے وہاں نکاح نہیں کیا تو میں ساری عمر تیری صورت نہ دیکھوں گا۔ اتنی بڑی بات، وہ سوچ رہے ہوں گے کہ اتنے رشتے تلاش کرنے کے بعد تو ایک ملا ہے اگر اس نے وہاں بھی نکاح نہ کیا تو پھر یہ ہماری جان پر بوجھ بنی رہے گی ساری عمر کہاں سنبھالیں گے اس مصیبت کے پیش نظر یہ الفاظ کہے کہ ساری عمر تیری شکل نہیں دیکھوں گا۔ لڑکی کا جواب سنئے اپنے ابا کو جواب دے رہی ہے کہ آپ میری شکل دیکھیں یا نہ دیکھیں میں اپنے اللہ کو ناراض نہیں کرسکتی۔ اس کی یہ ہمت اور مجاہدہ اللہ کی خاطر تھا اللہ تعالیٰ نے ایسی مدد فرمائی کہ چند ہی روز گزرے تو دوسری جگہ سے بہت بہتر رشتہ دلوادیا۔

اب ان لوگوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا معاملہ فرمایا کہ کیسے کیسے لوگ پہنچ رہے تھے لیکن جب انہوں نے میرے کہنے کے مطابق یہ طے کرلیا کہ آیندہ کوئی بھی رشتہ آئے گا تو ہم جہاد کے بارے میں اپنا عقیدہ بتائیں گے اگر وہ رشتہ اس کے مطابق ہوا تو غور کریں گے ورنہ نہیں، کسی کافر یا فاسق سے کسی مسلمان کا رشتہ نہیں ہوسکتا ہرگز نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ نے کس طریقے سے مدد فرمائی۔

دستورالٰہی:

اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ نعمت جتنی بڑی ہوتی ہے اس کا حصول اتنا ہی آسان ہوتا ہے، نکاح کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے بہت بڑی نعمت اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے بہت آسان فرمادیا ہے، اگر جانبین میں سے ایک موجود ہو دوسرا نہ ہو بلکہ اس کی

طرف سے نہ نکاح کی اجازت ہے نہ اسے اطلاع ہے ایسے میں اگر کوئی کسی سے کہے کہ میں نے آپ کا نکاح فلانہ سے کر دیا وہ قبول کر لے تو نکاح ہو جاتا ہے اسے نکاح موقوف کہتے ہیں، نکاح کے بعد لڑکی کو خبر کر دی جائے کہ آپ کا نکاح فلاں سے کر دیا ہے اگر کنواری ہے تو اس کی خاموشی اقرار سمجھی جائے گی ورنہ اس کے زبان سے قبول کرنے سے نکاح ہو جائے گا۔ یہاں تو پھر بھی ایجاب و قبول کرنے والے دو شخص ہیں اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بعض صورتوں میں ایک ہی شخص جانبین کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے، اس طرح کہ اپنی طرف سے اصیل ہو اور دوسرے کی طرف سے وکیل، یا ایک ہی شخص دونوں کی طرف سے وکیل ہو، دنیا میں نکاح کے سوا کوئی تعاقد ایسا نہیں جس میں ایجاب و قبول کرنے والے دو شخصوں کا ہونا ضروری نہ ہو، نکاح کا معاملہ تو شریعت نے بہت آسان رکھا ہے بہت آسان مگر بے دین معاشرے نے اسے بہت مشکل کر دیا ہے اللہ تعالیٰ بندے سے اس کی حالت کے مطابق ہی معاملہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی رحمت اتنی بڑی نعمت جسے اللہ نے بہت ہی آسان فرما دیا لیکن لوگوں نے اسے اتنا مشکل بنا لیا گویا کہ یہ کوئی بہت بڑا عذاب ہے مہینوں مہینوں اس عذاب میں پستے رہتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کا معاملہ پھر یہی ہوتا ہے کہ ہم نے تو اتنی بڑی نعمت اتنی بڑی سہولت کے ساتھ دی مگر ناقدرا ناشکرا نافرمانو! تم نے اسے مشکل کر دیا تو چلو اب ہم اس نعمت کو تمہارے حق میں وبال ہی بنا دیتے ہیں اور پھر یہ وبال ہر لمحہ بڑھتا چلا جاتا ہے، اگر شروع ہی سے ان معاملات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھیں نعمت سمجھیں آسانی سے سہولت سے شریعت کے مطابق تمام کام کر لیں تو اللہ کی رحمت لمحہ بلمحہ بڑھتی چلی جاتی ہے اس میں برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فہم دین عطاء فرمائیں۔

وصل اللّٰھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد

وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین

والحمدللّٰہ رب العٰلمین